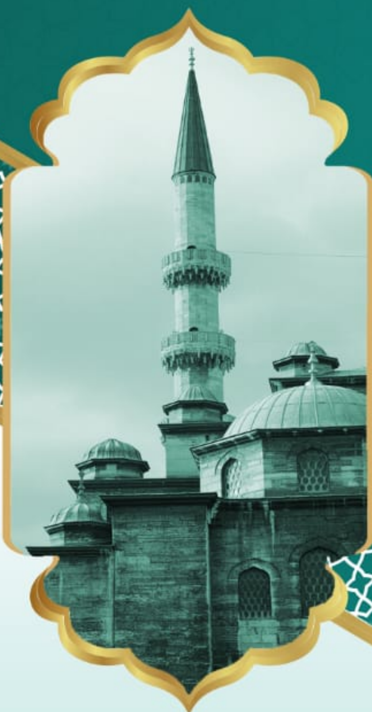
امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کی حنفیت



مؤلف
مولانا ابو حمزہ ذیشان صاحب

الناشر
النعمان سوشل میڈیا سروسز

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ

کی حنفیت

مصنف: مولانا ابو حمزہ ذیشان صاحب مدظلہ فاضل رائیونڈ

تحقیق و حواشی: محترم حافظ انجینئر ساعد زیب حفظہ اللہ

تقریظ: مفتی رب نواز (مدیر اعلی مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ)

پیش کش: النعمان سوشل میڈیا

کمپوزنگ: سلیم شہزاد نقشبندی

فہرست

تقـــریظ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم،

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فقہ قرآن وحدیث کے اس حصہ کی تشریح و تخریج کو کہا جاتا ہے جو احکام پر مشتمل ہے۔ خیر القرون کے دَور میں اس طرح کی تشریح و تخریج "فقہ حنفی" کی شکل میں پھیلی جو امام امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کی فقہ "فقہ حنفی" کو ہر دَور میں بے پناہ مقبولیت بخشی۔ یہ فقہ شہروں سے ہوتی ہوئی بیابانوں تک جا پہنچی۔ اس فقہ کو بادشاہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں نافذ کیا اور عوام اس پر عمل پیرا ہوئے۔ حنفیت کو قبول کرنے والوں میں جہاں متکلمین، فقہاء اور صوفیاء ہیں وہاں ایک بہت بڑا طبقہ محدثین کا بھی ہے۔ اور پھر محدثین بھی اس درجہ کے جنہیں علمِ حدیث میں مستند سمجھا گیا مثلاً امام طحاوی رحمہ اللہ اور امام وکیع رحمہ اللہ وغیرہما۔ مستند اور مایہ ناز محدثین کا فقہ حنفی کو قبول کرنا کچھ لوگوں کو ناگوار گزرا۔ اس لئے انہوں نے تاریخی حقائق کا انکار کر دیا یا پھر انہیں بعید تاویلوں کی بھینٹ چڑھا دیا۔ ان تاویلات کی زَد میں جہاں کئی مقتدر شخصیات کا مسلک آیا وہاں امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کو بھی چھپانے کو کوشش کی گئی۔

مولانا ذیشان یوسف حفظہ اللہ اور حافظ مساعد زیب حفظہ اللہ نے "امام وکیع بن جراح کی حنفیت" نام سے کتاب ترتیب دی ہے۔ جس میں سیدنا امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کو تاریخ کے ٹھوس حوالہ جات سے ثابت کیا ہے۔

کتاب کے مصنف اور ان کے معاون

کتاب کے تعارف سے پہلے اس کے مرتبین کی بابت ہم کچھ عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔کتاب کے مرتب مولانا ذیشان صاحب حفظہ اللہ ہیں جن کا تعلق چنیوٹ شہر سے ہے۔انہوں نے حفظ اور مکمل درس نظامی یعنی عالم کا کورس رائے ونڈ مرکز میں کیا، فراغت ۱۴۴۲ھ کی ہے۔

آپ ماشاء اللہ بہت محنتی اور ذہین ہیں۔سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ امتحان آٹھ سال میں تئیس ہوئے۔ان میں سے انیس امتحانوں میں اول، تین امتحانوں میں دوم اور ایک میں سوم پوزیشن حاصل کی۔دَورہ حدیث کے دو امتحان ہوئے ۶۰۳ طلبہ میں سے ایک امتحان میں اول اور دوسرے میں دوم آئے۔مشکوۃ کا سالانہ اور دَورہ حدیث کا سہ ماہی امتحان کرونا وائرس کے باعث مدرسہ بند ہونے کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔نومبر ۲۰۲۲ء سے تاحال مدرسۃ الفجر فیصل آباد چک نمبر:۵۸ ج ب لہل میں تدریس کر رہے ہیں۔اللہ ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔آمین۔اس کے ساتھ ساتھ مولانا صاحب حفظہ اللہ نے تحریری مشغلہ بھی شروع کر دیا۔غالباً ان کی یہ پہلی مستقل کتاب ہے۔عموماً پہلی کتاب کسی آسان موضوع پہ ہوتی ہے مگر مولانا صاحب کی یہ کاوش اک انوکھے، تحقیقی اور نسبتاً مشکل موضوع کی ہے۔اس کے باوجود انہوں نے موضوع مذکور کا انتخاب کیا اور ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا ،ان کی محنت قابلِ داد ہے۔

اس کتاب میں بھائی مساعد زیب صاحب حفظہ اللہ نے مصنف کے ساتھ بھرپور تعاون کیا ہے۔مساعد بھائی "حافظ قرآن" ہیں۔النعمان سوشل میڈیا سروسز کی ذمہ داری انہی کے پاس ہے ،النعمان مذکور کا مقصد اکابر کے تصنیفی مواد کی سوشل میڈیا پر تشہیر ہے جس کے لیے ویب سائٹ، ایپلیکشن اور بلاگ پر کام جاری ہے۔اکابر کی کتابیں تو ماشاء اللہ پی ڈی ایف کی شکل میں

نیٹ پہ موجود ہیں۔ نیٹ پر سرچ کرنے کی صورت میں کتاب تو سامنے آجاتی ہے مگر اس کے اندر جو مضامین ہیں وہ نہیں آتے۔ اس لئے ان کتابوں کے مضامین کو الگ الگ ناموں سے النعمان سوشل میڈیا پہ ڈالا جا رہا ہے۔ میرا شمار اگرچہ اصاغر اور خوشہ چین لوگوں میں ہے مگر افادۂ عام کی غرض سے انہوں نے میرے مضامین بھی النعمان سوشل میڈیا پہ ڈالے ہیں جزاہم اللہ خیرا کثیرا۔ حافظ صاحب نے النعمان سوشل میڈیا کے نام سے مسلک کی خدمات کا جو کام شروع کیا ہے، ان شاء اللہ مستقبل میں لوگ گواہی دیں گے کہ یہ مسلک کی بہت بڑی خدمت ہوئی ہے۔ اللہ ان کی اس خدمت اور دیگر نیکیوں کو شرف قبولیت عطاء کرے، آمین۔

یہاں مصنف اور معاون کی ایک اور خوبی کا تذکرہ بھی کر دوں کہ بندہ نے انہیں چند مقامات پر تعبیر بدلنے یا کسی جملہ کو حذف کرنے کا مشورہ دیا، انہوں نے خوش دلی سے قبول کیا ۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

کچھ کتاب کے بارے میں

(۱) اس کتاب میں ایک مقدمہ ہے اور تین ابواب۔ مقدمہ میں کتاب کی بابت کچھ تعارف ہے اور امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کا انکار کرنے والے گروہ کے متعلق معلومات درج ہیں۔ پہلے باب میں امام وکیع رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی تحریر کئے گئے، دوسرا باب امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کے لئے مختص کیا گیا جب کہ تیسرے باب میں انہیں حنفیت سے خارج کرنے والے معترضین کو جواب ہے۔ اس اجمالی تعارف کے بعد اَب ہم کتاب کا نسبتاً تفصیلی تعارف کراتے ہیں۔

(۲) مصنف نے جہاں کہیں حدیث لکھی تو اس کی عربی عبارت بھی درج کی ہے۔

(۳) مصنف نے جس جگہ حاشیہ کی ضرورت محسوس کی وہاں صفحہ کے نیچے وضاحت کے لیے حاشیہ لکھ دیا۔ مثلاً ایک جگہ حاشیہ میں مذکور ہے:

"ہمارے اس رسالہ میں غیر مقلد اہلِ حدیث سے مراد برصغیر کا وہ فرقہ ہے جو فروع میں ائمہ اربعہ (میں سے کسی) کا مقلد نہیں ہے اور اس جدید فرقے کی ابتداء انگریز دَور میں ہوئی۔"

(۴) کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے جگہ جگہ لکھا ہے کہ اس کا عکس صفحہ فلاں پر دیکھیں۔ یعنی کتاب کے آخر میں محولہ کتبِ مآخذ کے عکس دیئے گئے ہیں۔

(۵) تحریر میں چاشنی پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ موقع محل کی مناسبت سے اشعار درج کئے جائیں۔ اس کتاب میں کہیں کہیں اشعار بھی مذکور ہیں۔

(۶) جو حوالے ویب سائٹ سے لئے ہیں ان کے سکین بھی لگا دیئے۔ مزید یہ کہ جن جن ویب سائٹ سے زیادہ استفادہ کیا ان کا لنک کتاب میں دے دیا۔ یہ اصول کی پاس داری ہے اور دیانت کا تقاضا بھی کہ جہاں سے بات لی جائے، اس کا حوالہ دینا چاہیے۔

(۷) امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کے حوالہ سے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کا اک مضمون ہے جسے موضوع کی مناسبت اور افادۂ عام کی غرض سے اس کتاب میں شامل کیا گیا۔

(۸) امام وکیع رحمہ اللہ کے اختیار کردہ چند فقہی مسائل کو باحوالہ نقل کیا جو فقہ حنفی کے موافق اور معترضین کے خلاف ہیں مثلاً تین دن سے پہلے قرآن ختم کرنا اور ہمیشہ روزہ رکھنا وغیرہ۔

(۹) مصنف نے جہاں ضرورت محسوس کی وہاں اقوال کی اسنادی حیثیت پر بحث کی۔

(۱۰)امام وکیع رحمہ اللہ کے متعلق لکھا گیا کہ وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں انہوں نے امام صاحب سے حدیث لی اور اسے آگے روایت کیا یعنی دوسروں کو پڑھایا۔

(۱۱)مصنف نے اپنی تائید میں فریقِ مخالف کے حوالے نقل کئے ہیں۔

(۱۲)مصنف نے کتاب میں زیادہ تر اُن حضرات کے حوالہ جات نقل کیے ہیں جن سے عقیدت کا فریقِ مخالف بھی دعوے دار ہے۔

(۱۳)کتاب کا موضوع اگرچہ امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت ہے مگر اس میں اس کے علاوہ بھی چند مفید باتیں آگئی ہیں جو قارئین کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوں گی ان شاء اللہ، مثلاً فریقِ مخالف کا تعصب، ان کی دورنگی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ثقاہت اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی فقہ حنفی سے مماثلت وغیرہ۔

(۱۴)امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت پر تاریخ وسیر کی مختلف کتب میں حوالے تو موجود ہیں مگر ان کی حنفیت پر الگ سے مستقل کتاب میری نظر میں اس سے پہلے نہیں گزری۔ میری معلومات کے مطابق یہ اس عنوان کی پہلی کتاب ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو شرفِ قبولیت دے، کتاب کے مرتبین کو جزائے خیر نصیب فرمائے اور عوام کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے آمین۔

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدرس دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

۱۰ر نومبر ۲۰۲۳ء بروز جمعہ

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُومِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَن یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ ۞ وَاَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۞ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

عزیز قارئین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے

"خير الناس قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم"[1]

مفہوم: "لوگوں میں سے بہترین میرے دور کے لوگ (صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین) ہیں، پھر وہ جو ان کے ساتھ (کے دور کے) ہوں گے (تابعین رحمۃ اللہ علیہ)، پھر وہ جو ان کے ساتھ (کے دور کے) ہوں گے (تبع تابعین۔)"۔

اس ارشاد کے مطابق جیسے جیسے زمانہ آپ ﷺ کے زمانے سے دور ہوتا گیا فتنوں کی اتنی ہی تعداد بڑھتی رہی۔ انگریزوں کی برصغیر آمد کے بعد امت مسلمہ کو جو مادی اور روحانی دھچکا لگا وہ ہر درد مند دل رکھنے والا مسلمان جانتا ہے۔ ان کے نامبارک وجود کی وجہ سے امت میں جہاں اور بہت سی بے اعتدالیاں پیدا ہوئیں وہیں امت کے اس نازک ترین دور میں کچھ لوگوں نے ایک نئے مسلک کو وجود دیا اور مسلکی اختلافات کو ہوا دینا شروع کی۔ اگر صرف اتنا ہی ہوتا تب بھی یہ نہ تو ملک و ملت کے ساتھ خیر خواہی تھی نہ دین متین کے ساتھ لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ ہم انہیں انگریزوں سے جاگیریں اور سالانہ وظائف وصول کرتے ہوئے جبکہ ان کے شیخ الکل کو شمس العلماء کا خطاب

---

[1] (صحیح مسلم 6472)

حاصل کرتا ہوا دیکھتے ہیں، یہ جان لینے کے بعد ایک بالکل واضح فیصلہ قائم ہوتا ہے کہ یہ انگریز کے لیے استعمال ہوئے یا تو انگریزوں کی مکاری کا شکار ہو کر ناسمجھی میں استعمال ہوئے یا جو کچھ بھی کیا سوچ سمجھ کر کیا۔ ہمارے نزدیک ان کا حال وہی ہے جو امام شافعی رحمہ اللہ نے کسی کے متعلق کہا ہے۔

إن كنت تدري فتلك مصيبة

وان كنت لا تدري فالمصيبة أعظم

ترجمہ: اگر تمہیں معلوم نہیں تھا تب بھی مصیبت ہے اور اگر تمہیں معلوم تھا تو بڑی مصیبت ہے۔

انگریز سرکار کی خدمات کے بدلے "مال" اور "نوابی" کے ساتھ "اہل حدیث" کا لقب بھی ملا یعنی انہیں دین و دنیا کی دولت اسی چوکھٹ سے ملی۔[2]

اس امت میں اہل حدیث کے نام سے دو گروہ مشہور ہوئے ہیں۔

نمبر 1: محدثین کرام

نمبر 2: دو نمبر غیر مقلدین ہیں۔

---

[2] عبد المجید صاحب سوہدروی لکھتے ہیں:

"مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی، لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا"۔(سیرت ثنائی:452)(اسکین 1)

مولانا محمد حسین صاحب نے سیکریٹری گورنمنٹ کو جو درخواست دی اس کے آخری الفاظ یہ تھے:

"استعمال لفظ وہابی کی مخالفت اور اجراء نام اہلحدیث کا حکم پنجاب میں نافذ کیا جائے"۔(اشاعۃ السنۃ:۱۱/ شمارہ نمبر:۲/ صفحہ نمبر:۲۶)

محدثین کرام کو یہ لقب خیر امت کے اہل علم سے ملا۔ جب کہ اس جدید فرقے کو انگریز سرکار سے "جیسے لقب دینے والے ویسے لینے والے "[3]

معزز قارئین جس طرح لقب دینے والے "دو کرداروں" یعنی امت کے اہل علم اور انگریزوں میں زمین آسمان کا فرق ہے بالکل ایسا ہی فرق محدثین کرام اور جدید فرقہ اہل حدیث میں ہے۔ کہاں وہ ائمہ مجتہدین کا ادب کرنے والے محدثین کرام اور کہاں ائمہ اربعہ کے گستاخ غیر مقلدین۔ محدثین تو خدمت حدیث میں عمریں کھپا کر بھی کہتے ہیں

"يا معشر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصيادلة. "

اے فقہاء کی جماعت، تم طبیب / ڈاکٹر ہو اور ہم تو صرف پنساری / کیمسٹ ہیں۔[4]

---

[3] انگریز سے اہلحدیث نام رجسٹر کروانے کے بارے میں مزید معلومات کیلئے قارئین تجلیات صفدر از مولانا امین صفدر اوکاڑوی رح کا مضمون انگریز اور اہلحدیث ج 5 ص 433 تا 488 پر دیکھیں۔ نیز آثار الحدیث ج 2 مضمون اہل حدیث باصطلاح جدید از علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب۔

[4] یہ واقعہ مختلف اسانید کے ساتھ مختلف کتب میں مذکور ہے مثلاً الكامل 238/8 ، نصيحة اهل الحديث ص 45 ، فضائل ابی حنيفه لابن ابی العوام ص 102 ، كتاب الثقات لابن حبان 468/8 ، جامع بيان العلم وفضله 130 ، أخبار أبي حنيفة وأصحابه 27/1 ، الفقيه والمتفقه ج2 ص163 ، أبو نعيم الأصبهاني في مسند أبي حنيفة ص22 ، ابن جميع الصيداوي في معجم شيوخه ص79

الکامل لابن عدی والے واقعہ کی اسنادی حیثیت ملاحظہ ہو۔

حدثنا أحمد بن محمد بن عبيدة، حدثنا المزني إسماعيل بن يحيى، حدثنا علي بن معبد عن عبيد الله بن عمرو الجزري، قال: قال الأعمش يا نعمان يعني أبا حنيفة ما تقول في كذا قال كذا قال: ما تقول

کہیں فرماتے ہیں فقہاء نے یوں ہی فرمایا ہے اور فقہاء حدیث کے معانی ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ [5]

آپ طبقات کی کتب اٹھائیں آپ انہیں آزاد خیالی کی بجائے ائمہ فقہاء کے دامن سے وابستہ اور احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کی صفوں میں کھڑا پائیں گے۔ اور دیگر حضرات محدثین یا تو خود مجتہد تھے یا وہ تھے جن کو امام اعمش رحمہ اللہ نے بدترین اہل حدیث بولا۔ [6]

في كذا قال كذا قال من أين قلت قال أنت حدثتني عن فلان عنه فقال الأعمش يا معشر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصيادلة.

أخرجه ابن عدي في كتابه الكامل في ضعفاء الرجال ج 8 ص 238 --إسناده صحيح

توثيق رواة:

أحمد بن محمد بن عبيدة النيسابوري الشعراني (ثقة) : تاريخ بغداد للخطيب ت بشار ج6 ص210

علي بن معبد بن شداد الحنفى المروزى الرقى (ثقة) : سير اعلام النبلاء 631/10

المزني إسماعيل بن يحيى (ثقة) : سير اعلام النبلاء 495/12

عبيد الله بن عمرو بن أبي الوليد (ثقة) : سيراعلام النبلاء 310/8

[5] وَكَذَلِكَ قَالَ: الْفُقَهَاءُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعَانِي الْحَدِيثِ (ترمذی حدیث نمبر 990)

[6] أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَتْحِ هِلَالُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحَفَّارُ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْوَلِيدِ الْجَشَّاشُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: " مَا فِي الدُّنْيَا قَوْمٌ شَرٌّ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَأَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهُمَ مَا أَعْلَمُ

لیکن انگریز کے دیے ہوئے لقب کا اثر کچھ الگ ہی تاثیر رکھتا ہے۔ اس فرقے میں موجود آزاد خیالی، تشکیک، اسلاف سے بیزاری، نت نئی تحقیقات کا شوق اور ایسی کئی خصلتیں اسی تاثیر کا نتیجہ ہیں۔

اس جدید فرقہ غیر مقلد اہلحدیث کے مقاصد میں عوام کو اسلامی فقہ سے بد ظن کرنا اور اکابر علمائے اسلام سے اعتماد ختم کروانا تھا اور اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ احناف کو تارک حدیث مشہور کروایا جائے۔ اس مقصد کے حصول میں غیر مقلدین کی راہ میں 1400 سالہ حنفی محدثین رکاوٹ تھے۔ چنانچہ غیر مقلدین نے اپنا روایتی طریقہ اپنا کر " مقلد محدثین کرام " کو بھی اپنے جیسا "غیر مقلد" کہنا شروع کر دیا۔

انہی محدثین میں سے ایک امام وکیع بن جراح حنفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حنفی ہونے کی نسبت کا غیر مقلد اہلحدیثوں نے یکسر انکار کر دیا۔[7]

ابو بکر بن عیاش اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا " دنیا میں اہل حدیث سے زیادہ بد تر کوئی قوم نہیں ہے۔ ابو بکر کہتے ہیں کہ میں نے اعمش پر اس قول کے سلسلے میں انکار کیا یہاں تک کہ میں نے بھی اہل حدیث میں وہ بات دیکھ لی جس کو میں جانتا ہوں۔

یعنی اعمش کا یہ بات کہنا صحیح تھا غلط نہ تھا۔ اس روایت پر سلفی محقق عمرو عبدالمنعم سلیم لکھتا ہے 《 اسناده صحيح》 (شرف اصحاب الحديث و نصيحة اهل الحديث صفحه 214)

[7] ہمارے اس رسالہ میں غیر مقلد اہلحدیث سے مراد برصغیر کا وہ فرقہ ہے جو فروع میں آئمہ اربعہ کا مقلد نہیں ہے اور اس جدید فرقے کی ابتداء انگریز دور میں ہوئی۔

حدیث کے جلیل القدر امام وکیعؒ کی حنفیت پر غیر مقلدین کی بوکھلاہٹ:

جیسا کہ ہمارے قارئین جانتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر موجودہ احناف کے سرخیل، شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تک احناف نے فقیہانہ خدمات کی طرح محدثانہ خدمات بھی بڑے احسن طریقے سے انجام دی۔ انہی میں سے ایک حنفی محدث امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بہ یک وقت امام الفقہ اور امام الحدیث کے مرتبے پر فائز تھے۔ جن کے حنفی ہونے کو احناف نے تو بیان کیا ہی ہے ان کے ساتھ ساتھ امام ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر شافعی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب بغدادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور محدث المغرب علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حقیقت کو واضح لفظوں میں بیان کیا ہے۔ (جیسا کہ اس کی تفصیل آگے باب دوم میں آئے گی۔)

ایسے امام الحدیث کا پکا حنفی ہونا غیر مقلد اہلحدیثوں کے گلے میں ہڈی کی طرح پھنس گیا جنہوں نے عوام میں یہ وسوسہ مشہور کر رکھا تھا کہ احناف تارک حدیث ہیں اور احناف نے حدیث کی خدمات نہیں کی ہیں۔ اب اس گلے میں پھنسی ہوئی ہڈی کو نکالنے کیلئے یہ عاقبت نااندیش لوگ حقائق کو مسخ کرنے پر تل گئے۔ بہت مغزماری کرنے کے بعد جو نتائج نکالے ہیں وہ باہم اس قدر متضاد ہیں کہ بقول شیخ سعدی:

آدمی را زبان فضیحت کند

جوز بی مغز را سبکساری

آدمی کو اس کی زبان بدنام کرتی ہے اور بے مغز اخروٹ کو اس کے وزن کا کم ہونا۔

لیکن الحمد اللہ امام وکیع رحمہ اللہ کے اصل جانشینوں کی بدولت غیر مقلد اہلحدیث دیگر کئی مقاصد کی طرح اس مقصد میں بھی ناکام ہوئے اور منہ کی کھانی پڑی۔

اس مختصر رسالہ میں امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کی حنفیت پر غیر مقلد اہلحدیثوں کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے اور ان کا مسکت جواب دیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کی متضاد باتوں کا محاسبہ بھی کیا ہے۔

رسالہ کے تین باب ہیں۔

باب اول میں وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف اور امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ پر 12 حوالے مذکور ہیں۔

باب دوم میں ان کی حنفیت پر 31 حوالے دیئے ہیں اور اسنادی بحث کی گئی ہے۔

باب سوم میں غیر مقلدوں کے مختلف اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

امام وکیع رحمہ اللہ کے حوالے سے شیخ الاسلام امام زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ اور امام اہل السنہ مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین کو بھی کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کتب اور ویب سائٹ کے سکین حوالہ جات بھی لگائے ہیں اور جہاں انٹرنیٹ سے حوالہ دیا ہے وہاں اس ویب سائٹ کا لنک بھی پیش کر دیا ہے۔ جن ویب سائٹ سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے انکا لنک یہاں دیا جارہاہے

1-http://hadithtransmitters.hawramani.com/

2-https://www.islamweb.net/ar/

3-http://hadith.islam-db.com/

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسلام پر زندگی دے ایمان پر خاتمہ کرے، مرتے وقت ہم سب کی زبانوں پر کلمہ جاری ہو لا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله

خاکپائے **امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ**

مساعد زیب حنفی حفظہ اللہ

10 محرم 1446 ھجری

باب اول

تعارف:

آپ کا نام وکیع، کنیت ابو سفیان، پیدائش 129 ہجری میں امام ابو حنیفہ رح کے وطن کوفہ میں ہوئی اور الامام الزاھد المحدث وکیع بن الجراح الرؤاسي الكوفی کے نام سے شہرت پائی۔[8]

تحصیل علم اور شیوخ

آپ نے تحصیل علم کا آغاز بچپن ہی سے کر دیا تھا۔ آپ نے جن شیوخ سے علم حاصل کیا ان میں سے کچھ کے نام درج ذیل ہیں

امام ہشام بن عروہ ، امام سلیمان الاعمش ، امام ابن جریج ، امام اوزاعی ، امام سفیان ثوری ، امام مالك بن مغول[9] امام ابن ابي ليلیٰ ، امام حماد بن سلمه ، امام سعید بن عبدالعزیز التنوخی ، امام سلیمان بن المغیرہ ، امام صالح بن ابي خضرہ اور امام مبارك بن فضالہ رحمہ الله اجمعین[10]

---

8 (سیر اعلام النبلاء 141/9)

9 ثقہ ثبت علم و فضل میں نمایاں مقام رکھنے والے مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فقہ حنفی کو مدون کرنے والے اصحاب میں سے تھے۔ (امانی الاحبار، الجواهر المضیئہ بحوالہ امام اعظیم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ص 183 ، 184 مؤلفہ مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری ، نیز دیکھئے مناقب ابی حنیفہ للموفق أحمد المکی (فتاوی رحیمیہ جلد 1 ص 365 تا 376 ، ط: احسان دیوبند)

10 (سیر اعلام النبلاء 141/9 ، تهذيب التهذيب ط دبي 199/14)

تلامذہ

چند نامور علماء جنہوں نے آپ سے علم حاصل کیا ان میں

امام عبد اللہ بن مبارک حنفی رحمۃ اللہ علیہ [11]، امام فضل بن موسیٰ، امام یحیی بن آدم، امام عبد الرحمٰن بن مھدی، امام حمیدی، امام مسدد، امام احمد بن حنبل، امام یحیی بن معین حنفی [12] رحمہ اللہ اجمعین شامل ہیں۔ [13]

عبادت، فقہ حدیث اور زہد و تقوی کی جامع شخصیت:

کسی ایک شعبے میں ترقی کر کے کمال کو بہت لوگ پہنچے ہیں لیکن کئی شعبوں میں کمال کو پہنچنا یہ امتیاز کم ہستیوں کو ہی نصیب ہوا ہے۔ انہی پر عزم ہستیوں میں سے ایک ابھرتا ہوا نام امام وکیع رحمہ اللہ کا بھی ہے آپ بیک وقت ایک گراں قدر فقیہ اور عظیم محدث ہونے کے ساتھ زہد و قناعت اور عبادت و ریاضت میں بھی یکتا تھے۔

---

11 بعض غیر مقلد اہلحدیث یہ جھوٹ پھیلاتے ہیں کہ امیر المومنین فی الحدیث امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو آخری عمر میں ترک کر دیا تھا اور یہ کہ امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق ثابت نہیں ان اعتراضات کا زبردست تحقیقی جواب الاجماع رسالہ کے شمارہ نمبر 22 صفحہ نمبر 24 تا 30 اور 33 تا 37 دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ موبائل ایپ دفاع احناف لائبریری میں موجود ہے۔

12 امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھے اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق ثابت ہے دیکھیں دوماہی رسالہ الاجماع شمارہ 3 ص 278

13 (سیر اعلام النبلاء 141/9)

عبادت:

آپ کو عبادت میں اس قدر انہماک اور لذت نصیب ہوتی تھی کہ ایک دن طلبہ کو فرمانے لگے اگر میں علم حدیث پڑھانے کو نماز سے افضل نہ سمجھتا تو تمہیں حدیث پڑھانے ہی نہ آتا[14]۔ ذوق عبادت اور کثرت عبادت کی وجہ سے اپ کے چہرے پر انوار کا ہجوم رہتا تھا۔

ایک دفعہ کچھ احباب ملنے کے لیے امام بخیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ آپ گھر سے باہر تشریف لائے تو عبادت کے انوار چہرے پر یوں کھل رہے تھے کہ آنے والوں میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا: اهو ملک ؟"کیا یہ فرشتہ ہیں؟"[15]

روزانہ کا معمول:

أخبرنا البرقاني أخبرنا ابن حميرويه أخبرنا الحسين بن ادريس قال: قال ابن عمار: كان وكيع يصوم الدهر، ويفطر يوم الشك والعيد۔[16]

---

14 یعنی نماز میں اس قدر لطف ملتا تھا کہ کسی اور کام میں لگنا مشکل تھا، بس علم حدیث کی فضیلت کی وجہ سے پڑھانے آتے تھے۔(سیر اعلام النبلاء 152/9)

15 (سیر اعلام النبلاء 147/9)

16 (تاریخ بغداد 655/16 ، سیر اعلام النبلاء 149/9)اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔

توثيق رواة:

أبو بكر أحمد بن محمد بن أحمد بن غالب البرقاني : ثقة [سير اعلام النبلاء 465/17]

امام ہشام بن عمار فرماتے ہیں کہ امام وکیع رحمہ اللہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور یوم الشک اور عید کے دن روزہ نہ رکھتے تھے[17]

أخبرني محمد بن أحمد بن يعقوب اخبرنا محمد بن نعيم الضبي قال سمعت إسماعيل بن محمد بن الفضل الشعراني يقول سمعت جدي يقول سمعت يحيي بن أكثم القاضي يقول صحبت وكيعا فى الحضر والسفر فكان يصوم الدهر ويختم القرآن كل ليلة[18]

مسند هراة أبو الفضل محمد بن عبد الله بن محمد بن خميرويه بن سيار الهروي : ثقة [سير اعلام النبلاء 311/16]

الحسين بن إدريس ابن مبارك بن الهيثم أبو علي الأنصاري الهروي : ثقة [سير اعلام النبلاء 111/14]

هشام بن عمار بن نصير بن ميسرة بن أبان : ثقة صدوق [سير اعلام النبلاء 421/11]

17 اس کے برعکس غیر مقلد اہلحدیث لکھتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ روزے (صائم الدھر) رکھنے والے کو بالکل ثواب نہیں ملتا" سنن ابن ماجہ شرح از غیر مقلد عطا اللہ ساجد ص1706۔ اسی طرح غیر مقلد فتاوی قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام و مسائل جلد 2 ص 425-439 میں صیام الدھر کو ممنوع لکھا گیا ہے۔ باقی صیام الدھر کے بارے میں تفصیل کیلئے دیکھیں فتوی نمبر: 144208200137 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

18 (تاريخ بغداد ت بشار 653/16 ، سير أعلام النبلاء 142/9 ، تهذيب الكمال 481/3، اس روایت کی سند میں محمد بن أحمد بن يعقوب کا ترجمہ نہیں ملا لیکن شواہد کی بناء پر یہ روایت قوی ہے جیسا کہ ابن عمار کی صحیح روایت میں گزر چکا ہے اور دیگر حضرات نے بھی اس بات کی گواہی دی ہے۔ أخبرنا عثمان بن محمّد الْعَلافُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الشَّافِعِيُّ، حدّثنا محمّد بن غالب، حدّثنا يحيى بن أيّوب، حَدَّثَنِي بعض أصحاب وكيع الذين كانوا يلزمونه. قالوا: كان لا ينام- يعني وكيعا- حتى يقرأ حزبه في كل ليلة ثلث القرآن،ثم يقوم في آخر الليل فيقرأ المفصل، ثم يجلس فيأخذ في الاستغفار حتى يطلع الفجر، فيصلي الركعتين.(تاريخ بغداد ت بشار 653/16)

یحیی ابن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضر وسفر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات پورا قرآن پڑھتے تھے۔[19]

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ

كان وكيع لا ينام حتي يقرأ جزءه من كل ليلة ثلث القرآن، ثم يقوم في آخر الليل[20]

اور وکیع جب تک تیسرا حصہ قرآن کا نہ پڑھ لیتے نہ سوتے تھے پھر اخیر رات کو اٹھ کھڑے ہوتے۔

أَخْبَرَنَا علي بن طلحة المقرئ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّد بن إبراهيم الغازي، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّد بن داود الكرجي، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْد الرَّحْمَن بن يوسف بن خراش، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سعيد الأشج، قَالَ: حَدَّثَنِي إبراهيم بن وكيع، قال: كان أبي يصلي الليل، فلا يبقى في دارنا أحد إلا صلى، حتي إن جارية لنا سوداء لتصلي.

---

19 اس کے برعکس غیر مقلدین کہتے ہیں کہ "ہمارے نزدیک راجح بات یہی ہے کہ قرآن مجید کو تین دنوں سے کم میں نہ ختم کیا جائے۔" مجلۃ الدعوۃ جون 1988ء آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد 2 کتاب الصلاۃ ص نمبر 157۔

تین دن سے کم قرآن ختم کرنے والی روایات کے بارے میں عظیم محقق و محدث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رح فرماتے ہیں:

"اس حدیث کے دیگر بیان کردہ مطالب کے علاوہ ایک آسان مطلب یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم نہ کرو امت پر شفقت اور ترحم کے سلسلہ میں ہے۔ تاکہ ان دنوں میں غور و فکر سے قرآن کریم پڑھا جائے اور اس کے معانی کو سمجھا جا سکے۔ کیونکہ ہر آدمی تو مثلاً امام شافعی رح نہیں کہ مسئلہ اجماع کو سمجھنے کے لیے تین دن میں نو مرتبہ قرآن کریم ختم کرے اور منتہائے نظر یہ ہو کہ مسئلہ استنباط کرنا ہے۔ ہر ایک کو بھلا یہ مقام کہاں نصیب ہو سکتا ہے؟" مقام ابی حنیفہ ص 243۔ مزید دیکھیں۔ فتوی نمبر: 144008200283 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)

20 (سير أعلام النبلاء 157/9)

آپ کے صاحبزادے ابراہیم بن وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

میرے والد صاحب تہجد پڑھا کرتے تھے تو اُن کی وجہ سے سارے گھر والوں نے تہجد پڑھنی شروع کر دی یہاں تک کہ ہماری ایک سیاہ فام لونڈی تھی، وہ بھی تہجد گزار بن گئی۔ [21]

ایک اور روایت میں سفیان بن وکیع اپنے والد امام وکیع رحمہ اللہ کے معمولات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"میرے والد ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، صبح سویرے بیدار ہو جاتے، فجر کی نماز کے بعد مجلس درس شروع ہو جاتی، دن نکلنے تک اس میں مشغول رہتے پھر گھر جا کر ظہر کی نماز تک قیلولہ فرماتے اس کے بعد ظہر کی نماز ادا کرتے پھر عصر تک طلبہ کو قرآن کا درس دیتے اور پھر مسجد آکر عصر کی نماز پڑھتے اور اس سے فارغ ہو کر پھر درس قرآن شروع ہو جاتا اور شام تک مذاکرہ میں منہمک رہتے، پھر مکان تشریف لا کر افطار فرماتے، اس سے فارغ ہو کر نماز پڑھتے تھے۔" [22]

محدثانہ شان:

عظیم مستقبل کے آثار بچپن ہی سے آپ کے چہرے پر نمایاں تھے۔ ایک دفعہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ علیہ انکی انکھوں میں دیکھ کر فرمانے لگے

---

[21] (تہذیب الکمال 441/30)

[22] تاریخ بغداد 471/13 ،سفیان بن وکیع پر کلام ہے لیکن ان کو الصحیفہ من کلام۔۔۔کے مصنف غیر مقلد ابو خرم شہزاد نے صفحہ پر 94 صدوق لکھا ہے۔

ترون هذا الرؤاسي؟ لا يموت حتي يكون له شأن [23]

یہ رواسی (امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ) نہیں فوت ہو گا یہاں تک کہ ان کی بڑی شان ہو گی۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت پوری طرح درست ثابت ہوئی، نہ صرف یہ کہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث میں اونچا مقام حاصل کیا بلکہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کی مسند حدیث کا اعزاز بھی انہی کے حصے میں آیا۔ خود سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے استاد ہوتے ہوئے ان سے سماع کیا ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ قعنبی فرماتے ہیں کہ ہم حماد بن زید کے پاس بیٹھے تھے،

وکیع رحمۃ اللہ علیہ جب باہر نکلے تو احباب نے کہا کہ یہ سفیان کے بڑے راوی ہیں تو حماد کہنے لگے

هذا إن شئتم أرجح من سفيان

اگر تم اجازت دو تو میں کہوں گا یہ سفیان پر بھی فوقیت رکھتے ہیں۔ [24]

قال قاسم بن يزيد الجرمي : كان الثوري يدعو وكيعا ، وهو غلام فيقول : يا رؤاسي ! تعال ، أي شيء سمعت ؟ فيقول : حدثني فلان بكذا ، وسفيان يتبسم ، ويتعجب من حفظه

---

23 (سير اعلام النبلاء 147/9)

24 (سير اعلام النبلاء 142/9)

قاسم بن یزید الجرمی کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وکیع کو بلاتے (ابھی امام وکیع بچے تھے) فرماتے: اے رواسی! ادھر آؤ کیا حدیث سنی ہے؟ تو وکیع فرماتے کہ حدثنی فلان بکذا۔۔۔سفیان ثوری ان کے حافظے سے تعجب کر رہے ہوتے تھے اور مسکرا رہے ہوتے تھے۔ [25]

حدثنا عبد الرحمن نا أحمد بن سلمة النيسابوري قال سمعت اسحاق ابن إبراهيم يعني ابن راهويه يقول: حفظي وحفظ ابن المبارك تكلف وحفظ وكيع أصلي، قام وكيع يوما قائما ووضع يده على الحائط وحدث سبعمائة حديث حفظا.

امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میرا اور عبد اللہ بن مبارک کا حافظہ تو محض ایک تکلف ہے، اصل حافظہ تو امام وکیع کا ہے وہ ایک دن دیوار پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہوئے اور 700 حدیثیں زبانی بیان کیں۔ [26]

طلبہ کا پروانوں جیسا ہجوم:

قال أحمد بن أبي خيثمة: حدثنا محمد بن يزيد، حدثني حسين أخو زيدان قال: كنت مع وكيع، فأقبلنا جميعا من المصيصة أو طرسوس، فأتينا الشام، فما أتينا بلدا إلا استقبلنا واليها، وشهدنا الجمعة بدمشق، فلما سلم الإمام، أطافوا بوكيع، فما انصرف إلى أهله يعني إلى الليل. قال: فحدث به مليحا ابنه، فقال: رأيت في جسد أبي آثار خضرة مما زحم ذلك اليوم

---

25 (سير اعلام النبلاء 146/9)

26 (الجرح والتعديل، ابن أبي حاتم الرازي – دار إحياء التراث 221/1)

راوی فرماتے ہیں کہ میں اور امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ مصیصہ یا طرطوس سے آرہے تھے۔ہم شام پہنچے۔تو جس شہر کے پاس پہنچتے تو شہر کا حاکم نکل کے ہمارا استقبال کرتا۔جمعہ کے دن ہم دمشق تھے جب امام نے سلام پھیرا تو طلبہ نے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو گھیر لیا۔مشکل رات کو گھر پہنچے۔راوی کہتے ہیں میں نے یہ بات امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کو بتائی تو وہ کہتے ہیں کہ اس دن میرے والد کے جسم پر سبز سبز نشانات تھے یعنی اس قدر ہجوم تھا کہ جسم رگڑتا رہا حتیٰ کہ سبز نشان پڑ گئے۔[27]

:امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ سے شرف تلمذ:

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ وہ خوش نصیب ہیں جن کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی نصیب ہوئی،اس بابت ذیل میں مختصراً اسلاف کی شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

1. خطیب بغدادی امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے لکھتے ہیں کہ:

ويفتي بقول أبي حنيفة، وكان قد سمع منه شيئا كثيرا[28]

وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ اکتساب فیض کیا۔(اسکی اسنادی حیثیت پر بحث ص44 پر ہوگی)۔

27 (سیر اعلام النبلاء 144/9)

28 (تاریخ بغداد ت بشار 653/16)

2. محدث ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے جن اصحاب ابی حنیفہ کے ناموں کو مستقل سرخی اور عنوان دے کر تذکرہ کیا ہے، ان میں وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ مناقب قاریؒ بذیل الجواہر ج 2 ص 540 میں مذکور ہے۔

3. محدث ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وكيع بن الجراح بن مليح أخذ العلم عن أبي حنيفة[29]

4. وَكِيع بن الْجراح بن مليح بن عدي أَبُو سُفْيَان الْكُوفِي ذكره الصَّيْمَرِيّ فِيمَن أَخذ الْعلم عَن أبي حنيفَة[30]

5. وكيع بن الجراح بن مليح بن عدي أبو سفيان الكوفى أصله من نيسابور وقيل من السند أخذ العلم عن أبي حنيفة وسمع من أبي يوسف وزفر[31]

6. امام صیمری حنفی رحمہ اللہ نے وکیع رحمہ اللہ کو اصحاب ابو حنیفہ میں شمار کیا ہے۔[32]

---

29 (طبقات القاري : الأثمار الجنية في أسماء الحنفية ج 2 ص 678677)

30 (الجواهر المضية في طبقات الحنفية 209/2 ، عبد القادر بن محمد بن نصر الله القرشي محيي الدين الحنفي)

31 (الفوائد البهية في تراجم الحنفية - أبو الحسنات محمد عبد الحي اللكنوي الهندي)

درج بالا اقوال اس لنک سے بھی دیکھے جا سکتے ہیں

https://tarajm.com/people/16396

32 (اخبار ابي حنيفه واصحابه : أبو عبد الله الصيمري 155/1)

7. الحافظ محمد بن یوسف الصالحی شافعی شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: امام صاحب کے شاگردوں میں وکیع بن جراح بن ملیح رؤاسی ابو سفیان الکوفی ہیں۔[33]

8. علامہ شامی رحمہ اللہ نے وکیع رحمہ اللہ کو اصحاب ابی حنیفہ میں شمار کیا ہے۔[34]

9. شیخ زاہد الکوثری رح لکھتے ہیں: وکیع نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے بھی علم لیا اور ان سے بہت کچھ سنا اور امام صاحب ہی کے قول پہ فتوٰی دیتے تھے اور 197 ہجری میں فوت ہوئے۔[35]

10. محدث امام مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی حنفی رح نے وکیع رحمہ اللہ کا تعارف لکھا ہے اور آپکو اصحاب ابو حنیفہ میں شمار کیا ہے۔[36]

11. امام اہل السنہ مولانا سرفراز خان صفدر رح بھی وکیع رح کو اصحاب ابی حنیفہ میں شمار کرتے ہیں۔[37]

12. غیر مقلد عبد الرشید صاحب خطیب بغدادی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

---

33 (عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ نعمان از الحافظ محمد بن یوسف الصالحی شافعی شامی ص 257)

34 (حاشیۃ رد المحتار لابن عابدین 63/1)

35 (حسن تقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی ص 78)

36 (اعلاء السنن : ابو حنیفہ واصحابہ المحدثون ج 21 ص 103)

37 (طائفہ منصورہ ص65)

"وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہؒ سے کافی سماعت بھی کی تھی"۔[38]

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح روشن اور واضح ہو گئی ہے کہ امام وکیع بن الجراح نے امام ابو حنیفہ رح سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

غیر مقلد اہلحدیث کو دعوت فکر

درج بالا حوالہ جات سے یہ بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ امام وکیع رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے بہت کچھ سنا ہے۔ اگر جیسا کہ غیر مقلد اہلحدیث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کو صرف 17 احادیث یاد تھیں اور وہ قلیل الحدیث تھے تو جس انسان کو صرف 17 احادیث یاد ہوں یا قلیل الحدیث ہو تو اس کے بارے میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس سے بہت کچھ سنا گیا ہے؟

لہذا ان حوالہ جات سے غیر مقلدین اہلحدیثوں کا واضح بطلان ہوتا ہے جن کا موقف یہ ہے کہ امام صاحب حدیث میں کچھ نہ تھے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ہم سلف صالحین سے مختصراً امام صاحب کے محدث ہونے کی تصریح پیش کر دیں۔

1- امام ابن البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو محدثین میں شمار کیا ہے۔[39]
2- جلیل القدر محدث امام طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو محدث شمار کیا ہے۔[40]

---

38 (محدث میگزین، ملک عبدالرشید عراقی، جنوری 1992ء)

39 (التمهيد ج 2 ص 235)،(التمهيد ج 5 ص 98)

40 (مشكل الآثار 365/4)

3- امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ نے آپ کے محدث ہونے کی تصریح کی ہے۔[41]

4- امام ذہبی شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں محدثین کے طبقات میں آپ رحمہ اللہ کو شمار کیاہے۔[42]

اسکے علاوہ جن محدثین نے امام صاحب کو ثقہ ، ثبت ، شہنشاہ حدیث اور حافظ الحدیث قرار دیاہے ان پر تفصیلی مطالعہ کیلئے ملاحظہ ہو "الاجماع" شمارہ جات۔ جسکے ہر شمارے میں امام ابو حنیفہ کے متعلق محدثین کی رائے کو محققانہ انداز میں پیش کا گیاہے۔ تمام شمارے دفاع احناف لائبریری موبائل ایپ میں موجود ہیں۔[43]

امام وکیع رحمہ اللہ کی امام اعظم رح سے روایت:[44]

أخبرنا العتيقي، أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحريري، حدثنا أبو حامد محمد بن هارون الحضرمي، حدثنا يوسف بن موسى القطان، حدثنا وكيع، حدثنا أبو حنيفة، عن أبي

---

41 (معرفت علوم الحدیث ص 281- ص 283)

42 (المعین فی طبقات المحدثین ص 57 ص 238)(اسکین 2)

43 ایپ کا لنک:

https://play.google.com/store/apps/details?id=com.blogvali.al_noman

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ والی کیٹیگری میں "ثقہ ثبت حافظ الحدیث امام ابو حنیفہ " کے نام سے pdf فائل میں 4 جلدوں میں مکمل حوالہ جات کے ساتھ قارئین اس کو پڑھ سکتے ہیں۔

44 یہ مضمون درج ذیل لنک سے لیا گیا ہے

الزبير، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من باع عبدا وله مال فماله للبائع إلا أن يشترط المبتاع

امام وکیع بن جراح کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی امام ابو حنیفہؒ نے حضرت ابو زبیرؒ سے انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا: جس نے کوئی ایسا غلام بیچا جس کے پاس مال ہو تو مال بیچنے والے کو ملے گا، الا یہ کہ خریدار خریدتے وقت شرط لگا لے۔[45]

سند کے رجال کا مختصر تعارف!

1- پہلے راوی:

أحمد بن محمد بن أحمد أبو الحسن المجهز المعروف بالعتيقي

امام خطیب انکی توثیق کرتے ہیں اور دیگر ناقدین سے بھی توثیق نقل کرتے ہیں:

كتبت عنه، وكان صدوقا، سمعت أبا القاسم الأزهري ذكر أبا الحسن العتيقي، فأثنى عليه خيرا ووثقه.[46]

---

https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=pfbid034AYjBQtUT1wvB2BGbrQ3PDqKZ4a7nfYJeVNTC8G2KVXfApJx7xP9AcW2Fuqm1XQql&id=100072731767800&mibextid=Nif5oz

45 [تاريخ بغداد برقم: 1083]

46 [تاريخ بغدد برقم: 2522]

2- دوسرے راوی:

محمد بن عبد الله بن محمدأبو عبد الله الحريري

وقال العتيقي: وكان ثقة.[47]

3- تیسرے راوی:

مُحَمَّد بْن هارون بْن عَبْد الله أبو حامد الحضرمي

أن يُوسُف بن عمر القواس ذكر أبا حامد الحضرمي في شيوخه الثقات.

وسألت الدارقطني عن مُحَمَّد بْن هارون الحضرمي فقال: ثقه[48]

4- چوتھے راوی:

يوسف بن موسى بن راشد القطان الكوفي

امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء میں کہتے ہیں:

الإمام، المحدث، الثقة، وحدث عن وكيع ---الخ[49]

5- پانچویں راوی:

---

[47] [تاريخ بغداد برقم: 1083]

[48] [تاريخ بغداد برقم: 1782]

[49] [سير اعلام النبلاء برقم: 76]

امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ

حافظ وناقد الرجال اور فروع میں حنفی مذہب پر تھے۔

6- چھٹے راوی:

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ مجتہد کوفہ

امام ذھبیؒ اُنکے بارے فرماتے ہیں:

الإمام، فقيه الملة، عالم العراق،

نیز اسی تصنیف میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:

قال الشافعي: العلم يدور على ثلاثة: مالك، والليث، وابن عيينة.

قلت: بل وعلى سبعة معهم، وهم: الأوزاعي، والثوري، ومعمر، وأبو حنيفة، وشعبة، والحمادان.

امام شافعیؒ فرماتے ہیں علم (حدیث) کا مدار تین اشخاص پر ہے امام مالک، امام لیث اور امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہم

(اس پر امام ذھبیؒ اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں)"میں (الذھبی) کہتا ہوں بلکہ (علم حدیث کا مدار) اور سات اشخاص پر بھی ہے، جن میں امام اوزاعی، امام سفیان ثوری، امام معمر، امام ابو حنیفہ، امام شعبہ اور امام حماد بن زید و امام حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہم"[50]

معلوم ہوا کہ متقدمین میں دین اسلام میں ان دس شخصیات پر حدیث کی بنیاد قائم تھی۔

---

50 [سیر اعلام النبلاء]

نیز امام یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے فرماتے ہیں:

سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو حنيفة لا بأس به

ابن محرز کہتے ہیں میں نے امام یحیٰ بن معینؒ کو کہتے سنا: ابو حنیفہؒ میں کوئی حرج نہیں۔[51]

اسی طرح امام ابن معینؒ سے امام ابن عبد البرؒ نے بھی سند صحیح سے نقل کیا ہے

الدورقي قال سئل يحيى بن معين وأنا أسمع عن أبي حنيفة فقال ثقة ما سمعت أحدا ضعفه هذا شعبة بن الحجاج يكتب إليه أن يحدث ويأمره وشعبة شعبة

امام دورقیؒ کہتے ہیں امام ابن معینؒ سے سوال کیا گیا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے اور میں انکو سن رہا تھا تو ابن معینؒ نے کہا یہ ثقہ ہیں اور میں نے کسی کو انکی (ابو حنیفہ) کی تضعیف کرتے نہیں سنا۔ اور میں نے کسی کو انکی (ابو حنیفہ) کی تضعیف کرتے نہیں سنا۔ اور یہ شعبہؒ ہیں جو انکو خط لکھ کر حدیث اور احکام بیان کرنے کی فرمائش کرتے اور امام شعبہ تو پھر امام شعبہ ہیں۔[52]

67-ساتویں راوی:

أبو الزبير محمد بن مسلم بن تدرس

امام ذھبیؒ انکے بارے فرماتے ہیں:

---

51 نوٹ: امام یحیٰ بن معین کا لا باس بہ،،، ثقہ کے برابر توثیق ہے۔ [معرفة الرجال للإمام أبي زكريا يحيى بن معين برقم: 230]

52 [الانتقاء وسنده صحيح]

الإمام، الحافظ، الصدوق، أبو الزبير القرشي روى عن: جابر بن عبد الله، وابن عباس، وابن عمر، وعبد الله بن عمرو، وأبي الطفيل، وابن الزبير.[53]

اور

آٹھویں راوی:

صحابی رسول حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اور امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے تھے۔ اس روایت کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی سند سے روایت کیا ہے:

حدثنا مسدد، حدثنا يحيى، عن سفيان، حدثني سلمة بن كهيل، حدثني من سمع جابر بن عبد الله، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من باع عبدا، وله مال فماله، للبائع إلا ان يشترط المبتاع"[54]

---

53 [سير اعلام النبلاء برقم: 174]

54 [سنن ابی داود برقم: 3435]

باب دوم:

امام وکیع رحمہ اللہ علیہ کو دیگر محدثین میں سے نمایاں کرنے والی جو چیز ہے وہ فقاہت ہے۔ طلبہ حدیث کو بار بار فرمایا کرتے تھے

یا فتیان تفهموا فقه الحديث فابكم ان تفهمتم فقه الحديث لم يقهر كم اهل الرأى

کہ اے جوانوں، حدیث کی فقہ کو سیکھو کیونکہ اگر تم نے حدیث کی فقہ کو سمجھ لیا تو اہل الرائے تم پر غالب نہیں آسکیں گے۔

اور یہ فقہی ذوق آپ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بدولت نصیب ہوا۔

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی حنفیت:

وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ اہل الرائے کی تعلیم حاصل کرنا:

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ اور امام قاضی القضاہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے علم دین حاصل کیا وہاں انہوں نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی شرف تلمذ پایا۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے ممتاز محدثین وفقہاء میں سے تھے۔ حدیث کی کتابوں میں اور خاص طور پر جامع ترمذی میں ان کے اجتہادات اور آراء کا کثرت سے ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے اجتہادات اور فقہی آراء دیگر کتب میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں مثلاً: مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ ، سنن الکبری للبیہقی، تفسیر ابن جریر الطبری، الحلی لابن حزم، التمہید لابن عبد البر مالکی، المغنی لابن قدامہ حنبلی، المجموع للفتاوی، فتح الباری لابن حجر شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ اور ان کا اجتہاد اکثر وبیشتر امام ابو حنیفہ کے موافق ہوتا تھا۔[55]

---

[55] حدثنا محمد بن أحمد بن عمرو قال ثنا رسته قال سمعت أبا سفيان يقول جامع سفيان الذي تقاتل الناس عليه ما خالف أبا حنيفة إلا في خمس عشرة مسألة

ابو سفیان صالح بن مہران فرماتے ہیں کہ "جامع سفیان" (سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب) جس کی وجہ سے تم لوگوں کے ساتھ جھگڑا کرتے ہو انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صرف 15 مسئلوں میں اختلاف کیا ہے۔(طبقات المحدثين بأصبهان 218/2)۔ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

فقہ حنفی اور فقہ ثوری میں مماثلت:

ذیل میں ہم امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے صرف چند اجتہادی مسائل کو نقل کریں گے جن میں انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے۔

1۔ مسئلہ ترک رفع الیدین

ترک رفع الیدین والی حدیث (ترمذی 257) کے ذیل میں امام ترمذی فرماتے ہیں:

حديث ابن مسعود حديث حسن، وبه يقول: غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين، وهو قول سفيان الثوري واهل الكوفة.

أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عمرو الأبهري : ثقة[طبقات المحدثين بأصبهان 307/3]

أبو الفرج عبد الرحمة الله عليهمن بن عمر بن يزيد بن كثير الزهري المديني الأصبهاني رسته[سير اعلام النبلاء 243/12]

صالح بن مهران أبو سفيان الشيباني مولاهم الأصبهاني الصوفي العارف : ثقة[تاريخ الاسلام 332/5 ، تهذيب الكمال 2840]

اسی طرح سنن ترمذی میں جابجا ہمیں یہ قول ملتا ہے وهو قول سفيان الثوري واهل الكوفة یعنی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی قول ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے، صحابہ کرام اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم یہی کہتے ہیں اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی قول ہے۔[56]

2۔ طہارت میں نیت ضروری نہیں۔[57]

3۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔[58]

4۔ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔[59]

5۔ سورہ الحج میں ایک سجدہ ہے۔[60]

---

56 اہل کوفہ سے مراد کون ہے غیر مقلد مبارکپوری لکھتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل کوفہ سے وہ حضرات مراد لیے ہیں جو اہل علم وہاں رہتے تھے مثلا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ" (مقدمہ تحفتہ الاحوذی ص 209)

57 قال أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد : كل طهارة بماء تجوز بغير نية ولا يجزي التيمم إلا بنية ، وهو قول الثوري(أحكام القرآن للجصاص 337/3)

58 بعض اہل علم سے مروی ہے کہ ان لوگوں کی رائے ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہیں ہے اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے(ترمذی 81)

59 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے کئی اہل علم سے اسی طرح رحمۃ اللہ علیہ مروی ہے اور یہی قول سفیان ثوری، اور اہل کوفہ کا ہے کہ بوسہ لینے سے وضو (واجب) نہیں ہے(ترمذی 86)

60 وَرَأَى بَعْضُهُمْ فِيهَا سَجْدَةً، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكٍ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.[سنن ترمذي/أبواب السفر/حديث: 578]

اور بعض کی رائے ہے کہ اس میں ایک سجدہ ہے۔ یہ سفیان ثوری، مالک اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

6۔ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض یا واجب نہیں۔[61]

7۔ نماز فجر اجالے میں پڑھنا افضل ہے۔[62]

8۔ دس درہم کی چوری پر ہی ہاتھ کاٹا جائے گا۔[63]

9۔ دیت دس ہزار درہم ہے۔[64]

10۔الْمَضْمَضَةِ (کلی کرنا) الاِسْتِنْشَاقِ (ناک میں پانی ڈالنا) وضو میں سنت جبکہ غسل جنابت میں واجب ہیں۔[65]

---

61 بعض اہل علم کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی اس میں تو صرف اللہ کی ثنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ (درود) اور میت کے لیے دعا ہوتی ہے۔ اہل کوفہ میں سے ثوری وغیرہ کا یہی قول ہے۔(ترمذی 1027)

62 صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہل علم کی رائے نماز فجر اجالا ہونے پر پڑھنے کی ہے۔ یہی سفیان ثوری بھی کہتے ہیں(سنن ترمذی 154)

63 وقد روي عن ابن مسعود , انه قال: لا قطع إلا في دينار , او عشرة دراهم , وهو حديث مرسل , رواه القاسم بن عبد الرحمن , عن ابن مسعود , والقاسم لم يسمع من ابن مسعود , والعمل على هذا عند بعض اهل العلم , وهو قول سفيان الثوري , واهل الكوفة (ترمذی 1445)

64 وراى بعض اهل العلم الدية عشرة آلاف , وهو قول: سفيان الثوري , واهل الكوفة (ترمذی 1389)

65 قال ابو عيسى: وقالت طائفة من اهل العلم: يعيد في الجنابة ولا يعيد في الوضوء , وهو قول سفيان الثوري وبعض اهل الكوفة(ترمذی 27)

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کو ماضی قریب کے مشہور محقق شیخ محمد رواس قلعجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "موسوعہ فقہ سفیان ثوری" میں انتہائی محنت کے ساتھ جمع کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ فقہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ حنفی میں 90 فیصد موافقت ہے۔ یہی بات محقق شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا سعید احمد پالنپوری صاحب نے لکھی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ج 1 ص 140)

اسی طرح جامع سفیان الثوري کے مؤلف ریاض حسین عبد اللطیف الطائي امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دونوں ایک ہی مکتب یعنی مدرسہ اہل الرائے ہے اور دونوں کے فتوے کثرت سے ملتے جلتے ہیں۔[66]

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل طلاق پر تحقیقی رسالہ پر طائرانہ نگاہ سے یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ مذہب ثوری حنفی مذہب سے کس قدر موافقت رکھتا ہے۔[67]

---

[66] جامع سفیان الثوري، منزلته .. معالمه .. روایاته. ص 18-19 نشر: الدار الأثرية، عَمّان

[67] مذهب سفیان الثوري في الطلاق والخلع: رسالة جامعية ، ماهر نبيل إدريس جامعة الخليل فلسطين رسالہ جات کا لنک۔

https://archive.org/details/fikh-sofiane-thawry

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر فتویٰ دینا:

اسی طرح آپ کے اساتذہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد، فقہ حنفی کی تدوینی مجلس کے اہم رکن محدث مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ انہی اساتذہ کی وجہ سے وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا فروعی مسائل میں رجحان فقہ حنفی یا اہل الرائے کی طرف ہوا اور امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیت اختیار کی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حنفیت پر اور ان کا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اور قول پر فتویٰ دینے کے بارے میں ہم آئمہ کرام سے حوالہ جات پیش کریں گے۔

1۔ امام ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

نا حكم بن منذر بن سعيد قال نا يوسف بن أحمد بمكة قال نا أبو سعيد بن الأعرابي قال نا عباس الدوري قال سمعت يحيى بن معين يقول ما رأيت مثل وكيع وكان يفتي برأي أبي حنيفة

امام عباس دوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے وکیع سے افضل کسی کو نہیں دیکھا اور وہ ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔[68]

---

[68] (الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء، ص 136)اس روایت کی سند صحیح ہے،(اسکین3)

1۔ الحكم بن منذر بن سعيد أبو العاصي : ثقة [الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة 490/3]

حكم بن منذر بن سعيد بن عبد الله بن عبد الرحمن بن القاسم بن عبد الله بن نجيح من أهل قرطبة يكنى: أبا العاصي.وهو ولد القاضي الجماعة منذر ابن سعيد.روى عن أبيه وعن أبي علي البغدادي وغيرهما.ورحيل إلى المشرق وأخذ بمكة عن أبي يعقوب بن الدخيل وغيره.

روى عنه أبو عمر بن عبد البر وأبو عمر بن سميق والبشكلاري وغيرهم.

قال أبو علي: سمعت أبا أحمد جعفر بن عبد الله يقول: كان حكم بن منذر من أهل المعرفة والذكاء متقد الذهن طود علم في الأدب لا يجاري.[الصلة في تاريخ أئمة الأندلس لابن بشكوال ص146]

زبیر علی زئی کے اصول کے مطابق آپکی دینی شہرت کی وجہ سے آپ صدوق ہیں(اضواء المصابیح : ص 251)مزید تفصیل دیکھیں-راوی ابن دخیل جواب نمبر 5 (اسکین4)

2-أبو يعقوب يوسف بن أحمد بن يوسف بن الدخيل الصيدلاني المكي

اعتراض:

غیر مقلد زبیر علی زئی لکھتاہیکہ یہ راوی مجہول ہے (فتاوی علمیہ ج2 ص389)۔ایک مجہول غیر مقلد ابو حمزہ نے مولانا ابو الوفاء الافغانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھاہیکہ انکو باوجود کوشش ابن دخیل الصیدلانی کے حالات نہ مل سکے۔

جواب نمبر1:

امام ابن دخیل صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ عادل راوی کہتے ہیں

" من نقل الآحاد العدول في ذلك "(الاستذكار ج 1 ص 185 ، حديث 73- 74)(اسکین5)

ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن دخیل الصیدلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی توثیق کی ہے اور غیر مقلد اہلحدیثوں کے نزدیک جب محدث کسی روایت کی تصحیح یا تحسین کرے تو اس محدث کے نزدیک اس روایت کا ہر ہر راوی ثقہ یا صدوق ہوتا ہے(انوار البدر ص246، 247)(اسکین6)۔غیر مقلد اہلحدیث زبیر علی زئی بھی اسی طرح لکھتاہیکہ :"محدث اگر کسی روایت کی تصحیح یا تحسین کرے یعنی صحیح یا حسن کہے تو یہ اس کے نزدیک اس روایت کے راویوں کی توثیق ہوتی ہے۔"(الحدیث شمارہ14 ص32)(اسکین7)۔۔۔لہذا اس اصول کے مطابق امام ابن دخیل الصیدلانی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق ثابت ہے۔

جواب نمبر2:

ابن دخیل صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے جرح میں کچھ مذکور نہیں ہے اور امام ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا سیر، تاریخ اور تذکرة الحفاظ میں ذکر کیا ہے اور کہیں محدث مکہ(سیر اعلام النبلاء ج 17 ص 27) تو کہیں مسند مکہ

کے الفاظ سے ان کو یاد کیا ہے "ومسند مكة أبو يعقوب يوسف بن الدخيل تلميذ العقيلي. (تذكرة الحفاظ 150/3) اور محدث اور مسند کے القاب سے ان کا ذکر ہی بتا رہا ہے کہ وہ حفظ کے ساتھ متصف ہیں اور ان پر کوئی جرح نہیں ہے تو یہ ہی اعتبار کیلئے کافی ہے، علاوہ ازیں وہ حافظ عقیلی کی کتاب الضعفاء الكبير کے راوی بھی ہیں، اس سے بھی ان کی ثقاہت واضح ہے، مزید بر آں انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل پر مشتمل ایک کتاب بھی لکھی ہے، جس کا نام '' سيرة ابی حنيفة '' ہے۔

امام ابو عبد الله محمد بن أحمد بن عبد الهادى الدمشقى الصالحى نے بھی آپ کو مسند مکہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔(طبقات علماء الحديث ت: إبراهيم الزيبق 216/3)

جواب 3:

صاحب تاج العروس امام الحافظ مرتضی حسنی زبیدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو محدث کہا ہے (لفظ محدث سے زبیر علی زئی غیر مقلد کسی راوی کی توثیق ثابت کرتے ہیں۔(مقالات زبیر علی زئی ج 6 ص 134۔135۔145)(تاج العروس 486/28 بحوالہ الاجماع شمارہ 3 ص 285)(اسکین 8)

جواب 4:

نیز ابن دخیل صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ تو غیر مقلدین کے کفایت اللہ سنابلی بھی مانتے ہیں (انوار البدر ص 333-334)(اسکین 9) بلکہ سونے پہ سہاگا یہ کہ جس کتاب میں سنابلی نے ابن دخیل کو ثقہ لکھا ہے اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن میں برصغیر پاک وہند کے درجن بھر غیر مقلدوں کی تقریظ ہے جن کے نام سرورق پر لکھے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

1۔ غیر مقلد اہلحدیث ارشاد الحق اثری

2۔ غیر مقلد اہلحدیث حافظ صلاح الدین یوسف

3۔ غیر مقلد اہلحدیث مبشر احمد ربانی

4۔ غیر مقلد اہلحدیث ابتسام الہی ظہیر

5۔ غیر مقلد اہلحدیث داود ارشد

6۔ غیر مقلد اہلحدیث محمد رفیق طاہر

7۔ غیر مقلد اہلحدیث عبد المعید مدنی

8۔ غیر مقلد اہلحدیث رضا اللہ مدنی

9۔ غیر مقلد اہلحدیث محفوظ الرحمۃ فیضی

10۔ غیر مقلد اہلحدیث عبد السلام سلفی

11۔ غیر مقلد اہلحدیث ابو زید ضمیر

12۔ غیر مقلد اہلحدیث صلاح الدین مقبول

لہذا مولانا افغانی رحمۃ اللہ علیہ پر طنز سے بہتر ہیکہ انگریزوں سے نام الاٹ کرنے والے جدید اہلحدیث اپنے سنابلی اور درجن بھر دیگر غیر مقلد علماء کا گریبان پکڑیں۔

ایک نامعلوم اور غیر مہذب غیر مقلد کہتا ہے کہ سنابلی کی توثیق کو ہم اہل حدیث نہیں مانتے۔ ہماری گزارش ہے کہ غیر مقلدیت نام ہی اسی نفس پرستی کا ہے۔ اس نفس پرستی کو احناف کی مخالفت کے لیے سنابلی کے فتوے میں تسکین ملتی ہے تو اس کی بات پر یقین کر کے قربانی کے چار دن مانتے ہیں۔ جبکہ ابن الدخیل صیدلانی کے معاملے میں یہی نفس پرستی سنابلی کو چھوڑ کر علی زئی کے دامن سے وابستہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ سنابلی کی توثیق سے امام وکیع کی حنفیت اجاگر ہوتی ہے جس سے غیر مقلدیت انگاروں پہ لوٹنے لگ جاتی ہے، الغرض علی زئی معتبر ہے نہ ہی سنابلی نہ درجن بھر غیر مقلد بلکہ غیر مقلد اہلحدیثوں کے ہاں معتبر ترین چیز نفس پرستی ہے۔

جواب 5:

زبیر علی زئی کی امام ابن صیدلانی پر جرح خود ان کے اصول کے خلاف ہے۔ چنانچہ ایک راوی کی تحقیق میں وہ کہتے ہیں "مذکورہ عباس بن یوسف (المتوفی ۳۱۴) کے متعلق خطیب بغدادی اور ابن الجوزی نے کہا کان صالحا متنسکا وہ نیک اور دیندار تھے۔ ان سے ان کے شاگردوں کی ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے بعد اگر مشہور عالم پر جرح نہ ہو تو اسکی توثیق کی صراحت ضروری نہیں بلکہ علم فقاہت نیکی دینداری کے ساتھ شہرت ہونے کا مطلب یہ ہیکہ ایسے شخص کی حدیث حسن درجے سے کبھی نہیں گرتی۔ (اضواء المصابیح: ص 251) (اسکین 10)

اس اصول کے مطابق محدث کا لقب پانے والے ابن دخیل المتوفی 388 مجہول کیسے ؟ (الاجماع شمارہ 2 ص 110)

ایک اور مقام پر ابن عبد البر لکھتے ہیں:۔

قال یحیي بن معین ما رأیت احدا اقدمه علی وکیع وکان وکیع یفتي برأی ابي حنیفة

یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسکو میں وکیع پر مقدم کروں اور وکیع امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔[69]

2۔امام صیمری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

أخبرنا عمر بن إبراهيم قال أنبأ مكرم قال أنبأ علي بن الحسين بن حبان عن أبيه قال سمعت يحيي بن معين قال ما رأيت أفضل من وكيع بن الجراح قيل له ولا ابن المبارك قال قد كان لابن المبارك فضل ولكن ما رأيت أفضل من وكيع كان يستقبل القبلة ويحفظ حديثه ويقوم الليل

3-الحافظ أحمد بن محمد بن زياد بن بشر بن درهم أبو سعيد ابن الأعرابي البصري الصوفي : ثقة

[سير اعلام النبلاء 408/15، إرشاد القاصي والداني إلى تراجم شيوخ الطبراني ص 159]

4-الإمام الحافظ الثقة الناقد أبو الفضل عباس بن محمد بن حاتم بن واقد الدوري ثم البغدادي : ثقة[سير اعلام النبلاء 523/12]

معلوم ہوا یہ سند بالکل صحیح ہے۔

69 (جامع بيان العلم ج ٢ ص١٤٩)

ويسرد الصوم ويفتي بقول أبي حنيفة وكان قد سمع منه شيئاً كثيراً قال يحيي بن معين وكان يحيي بن سعيد القطان يفتي بقول أبي حنيفة أيضاً.[70]

3۔ خطیب بغدادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

أجاز لنا إبراهيم ابن مخلد، قَالَ: أَخْبَرَنَا مكرم بن أَحْمَد الْقَاضِي، ثم قَالَ: أَخْبَرَنَا الصيمري، قراءة قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَر بن إبراهيم المقرئ، قَالَ: حَدَّثَنَا مكرم، قَالَ: أَخْبَرَنَا علي بن الحسين بن حبان، عن أبيه، قال: سمعت يحيي بن معين، قال: ما رأيت أفضل من وكيع بن الجراح، قيل له: ولا ابن المبارك؟ قال: قد كان لابن المبارك فضل، ولكن ما رأيت أفضل من وكيع، كان يستقبل القبلة، ويحفظ حديثه، ويقوم الليل، ويسرد الصوم، ويفتي بقول أبي حنيفة، وكان قد سمع منه شيئا كثيرا، قال يحيي بن معين: وكان يحيي بن سعيد القطان يفتي بقوله أيضا.

" حسین بن حبان کہتے ہیں میں نے سنا امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے کہا میں نے وکیع بن جراح سے افضل کوئی نہیں دیکھا ہے کہا گیا کہ ابن مبارک سے بھی نہیں؟ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن مبارک بھی اہل فضل ہیں لیکن میں نے امام وکیع بن جراح سے افضل نہیں دیکھا جو راتوں کو قیام کرتے مستقل قبلہ جانب ہو کر، احادیث کو یاد کرتے، روزے بھی رکھتے تھے

[70] (كتاب أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص155، تاريخ مدينة دمشق - ابن عساكر - ج ٦٣ - الصفحة ٧٦)

اور امام ابو حنیفہ کے قول پر فتوٰی دیتے اور وکیع نے ان سے بہت زیادہ سنا ہے اور پھر امام ابن معین نے فرمایا کہ امام یحیٰی بن سعید القطان بھی ابو حنیفہ کے قول پر فتوٰی دیتے تھے۔" [71]

---

[71] (تاریخ بغداد ت بشار ج 15 ص 647)

سند کی تحقیق:

1. إبراهيم بن مخلد أبو إسحاق البَاقَرحي : صدوق[تاريخ بغداد 7/ 139، 140 ، الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة 244/2 ، تاريخ الإسلام ط التوفيقية 116/28]

2.مكرم بن أحمد بن محمد بن مكرم، أبو بكر القاضي، البزاز، البغدادي : ثقة[تاريخ بغداد - ط العلمية 222/13]

3.أبو عبد الله الحسين بن علي بن محمد بن جعفر الصيمري : صدوق [سير اعلام النبلاء 616/17]

4.الإمام المقرئ المحدث المعمر أبو حفص عمر بن إبراهيم بن أحمد بن كثير البغدادي الكتاني : ثقة[سير أعلام النبلاء 483/16]

5.علي بن حسين بن حبان بن عمار بن الحكم بن واقد المروزي البغدادي : ثقة[تاريخ بغداد 90/7]

6 حسين بن حبان بن عمار بن الحكم بن واقد المروزي البغدادي

اعتراض: حسین بن حبان مجہول ہیں

جواب:

حسین بن حبان کا تاریخ بغداد میں ترجمہ ملاحظہ ہو

الحسين بن حبان بن عمار بن الحكم بن عمار بن واقد، أَبُو عَلِيّ- صاحب يَحْيَى بن معين-: كَانَ من أهل الفضل، والتقدم فِي العلم، وله عَنْ يَحْيَى كتاب غزير الفائدة. روى عنه ابنه عَلِيّ بن الْحُسَيْن ذلك

الکتاب عَنْ أَبِيهِ وجادة. والحسين بن حبان قديم الموت توفي فيما ذكر ابنه سنة اثنتين وثلاثين ومائتين بالعسيلة . وهو ذاهب إِلَى الحج، وذلك قبل وفاة يَحْيَى بن معين بسنة.

وقال الخطيب أيضاً :

ترجمة : عبد الله بن أَحْمَد بن علي بن أَبِي طالب، أبو القاسم البغدادي

نزل مصر وروى بها كتاب تاريخ يَحْيَى بن معين الذي يرويه حسين بن حبان عنه، فرواه ابن طالب وجادة، عن كتاب حسين بن حبان، وكان جد أمه، وأمه بنت علي بن الْحُسَيْن بن حبان سمعه منه عبد الغني بن سعيد، وأبو سعد الماليني وغيرهما. أقول : وهذا يدل على رواية هؤلاء الحفاظ لهذا التاريخ .انتهى

اس سے کچھ باتیں معلوم ہوتی ہیں

1۔ حسین بن حبان امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے

2۔ آپ نے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بہت زیادہ فائدے والی کتاب روایت کی ہے۔ یہ کتاب تاریخ حسین بن حبان عن یحیی بن معین کے نام سے ہے۔

(اس کتاب کا ذکر کئی علماء نے کیا ہے اور کتاب کو حسین بن حبان کے واسطے سے ابن معین سے ثابت مانا ہے مثلا المؤتَلِف والمختَلِف للامام لدارقطني 422/1 ، تهذيب الكمال في أسماء الرجال 13/8 ، الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع للخطيب البغدادي 186/2 ، تبصير المنتبه بتحرير المشتبه لابن حجر العسقلاني 278/1 ، ٥٦٤ ، الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة لابن قطلوبغا 483/7 ، تاج العروس من جواهر القاموس للزبيدى 236/2 ، نیز الإكمال لابن ماكولا 338/2 کے حاشیہ میں غیر مقلدین کے امیر المومنین فی الحدیث معلمی یمانی نے لکھاہیکہ یہ کتاب حسین بن حبان نے ابن معین سے روایت کی ہے ، اگر یہ راوی مجہول ہے تو اس کی روایت کردہ کتاب کو آئمہ کیوں قبول کر رہے ہیں؟)

عبداللہ بن احمد بن علی بن ابی طالب ابو القاسم البغدادی جب وہ مصر آئے تو یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ کی وہ کتاب روایت کی جس کو یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے حسین بن حبان روایت کرتے ہیں پھر ابن طالب نے حسین بن حبان کی کتاب سے وجادۃ روایت کیا۔ ابن طالب سے اس کتاب کو عبد الغنی بن سعید اور اور ابو سعد مالینی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا۔ خطیب کہتے ہیں میں کہتاہوں یہ بات

4۔ محدث ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

محدث امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے جن اصحاب ابی حنیفہ کے ناموں کو مستقل سرخی اور عنوان دے کر تذکرہ کیا ہے، ان میں وکیع بن الجراح کا تذکرہ مناقب قاری رحمۃ اللہ علیہ بذیل الجواہر ج ۲ ص ۵۴۰ میں مذکور ہے۔[72]

ایک اور جگہ آپ لکھتے ہیں

وكيع بن الجراح بن مليح أخذ العلم عن أبي حنيفة، وكان يفتي بقوله

"وکیع نے امام ابوحنیفہ سے علم حاصل کیا اور ان کے قول پر فتوٰی دیا کرتے تھے۔"[73]

5۔ امام عبد القادر بن محمد القرشي محيي الدين الحنفي رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

ان حفاظ کا اس تاریخ کو روایت کرنے پر دلالت کرتی ہے اور حفاظ کی ایک جماعت نے اس تاریخ کو روایت کیا ہے۔ خطیب کا کلام ختم ہوا۔ انہی حفاظ جن کے سردار حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

3۔ آپ اہل فضل میں سے تھے اور علم میں مقدم تھے۔

4۔ حافظ الذہبی کہتے ہیں کہ" الحسين بن حبان صاحب يحيى بن معين له كتاب " سؤالات " عن ابن معين غزير الفوائد " حسین بن حبان ابن معین" کے تلمیذ خاص ہیں، آپ نے ابن معین سے پوچھے گئے سوالات کو اپنی کتاب میں جمع کیا ہے، جو بڑی مفید کتاب ہے۔(تاريخ الاسلام: ج 812/5) معلوم ہوا کہ آپ ابن معین سے روایت کرنے میں "صدوق" ہیں۔ واللہ اعلم (الاجماع شمارہ 3 ص 282) نیز اس روایت کو تقویت ابن عبد البر کی روایت سے بھی ہوتی ہے لہذا یہ روایت بھی صحیح ہے

72 (طائفہ منصورہ ص 65)

73 (طبقات القاري الأثمار الجنية في أسماء الحنفية ج 2 ص 678677 ، جمع الوسائل في شرحمة الله عليه الشمائل 19/1)

ويفتي بقول أبي حنيفة

"وکیع امام ابو حنیفہ کے قول پر فتوٰی دیا کرتے تھے۔"[74]

6۔ محدث امام ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

ويفتي بقول ابي حنيفة رحمة الله عليه [75]

7۔ محدث بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

وَقَالَ ابْن مَعِين: مَا رَأَيْت أفضل من وَكِيع، وَكَانَ يُفْتِي بقول أبي حنيفَة، وَكَانَ قد سمع مِنْهُ شَيْئا كثيرا[76]

8۔ محدث امام ابن حجر شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

ويفتي بقول ابي حنيفة [77]

9۔ مورخ امام ابن تغری بردی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

---

74 (الجواهر المضية في طبقات الحنفية 208/2)

75 (تاريخ الإسلام - ت بشار 1231/4 ، تذكرة الحفاظ طبقات الحفاظ للذهبي 224/1)

76 (عمدة القاري شرحمة الله عليه صحيح البخاري 158/2 ،مغاني الأخيار في شرحمة الله عليه أسامي رجال معاني الآثار 157/3)

77 (تهذيب التهذيب 128/11)

ويفتي بقول أبي حنيفة [78]

10۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

ويفتي بقول أبي حنيفَة [79]

11۔ امام طاش کبری زادہ رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

ومن الائمة الحنفية وكيع بن الجراح

اور ائمہ حنفیہ میں وکیع بن الجراح بھی ہیں۔ [80]

12۔ امام الحافظ محمد بن یوسف الصالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

امام صاحب کے شاگردوں میں وکیع بن جراح بن ملیح رؤاسی ابوسفیان الکوفی ہیں۔ [81]

13۔ امام محمد بن علي بن أحمد شمس الدين الداوودي المالکی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

---

78 (النجوم الزاهرة فى ملوك مصر والقاهرة 153/2)

79 (طبقات الحفاظ طبقات 133/1 ، جمع الجوامع 695/17)

80 (مفتاح السعادة 117/2)

81 (عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ نعمان از الحافظ محمد بن یوسف الصالحی شافعی شامی رحمۃ اللہ علیہ ص 257)

وقال يحيى: ما رأيت أفضل منه، يقوم الليل، ويسرد الصوم، ويفتي بقول أبي حنيفة، وكان يحيى القطان يفتي بقول أبي حنيفة أيضا [82]

14۔ محدث أبو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی الھندی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ

ويفتي بقول أبي حنيفة [83]

15۔ محقق وقت وکیل احناف نائب شیخ الاسلام خلافت عثمانیہ امام زاہد الحسن الکوثری رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

ہماری معلومات کے مطابق جب سب سے پہلے مبارکپوری غیر مقلد نے امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کی حنفیت کا انکار کیا تو تانیب الخطیب میں امام کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کارد کیا اور اسے غیر معقول کلام کہا۔ [84]

16۔ محدث امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

أن وكيعا حنفى كان يفتي بمذهب أبي حنيفة كما فى عقودالجواهر مثله فى كتاب الضعفاء لأبي الفتح الازدي امام الجرحمة الله عليه والتعديل

---

82 (طبقات المفسرين للداوودي 359/2)

83 (الفوائد البهية في تراجم الحنفية 233/1 ، التعليق الممجد على موطأ محمد 20/1)

84 (تانيب الخطيب ص 86 ، تانيب الخطيب مترجم ص 232)

وکیع حنفی تھے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتوٰی دیا کرتے تھے جیسا کہ [عقود الجواہر المصنف الزبیدی] میں ہے اور اسی طرح امام الجرح والتعدیل ابو الفتح الازدي رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الضعفاء میں بھی ہے۔[85]

17۔ محدث ظفر احمد عثمانی تھانوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

آپ نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف لکھا ہے اور آپکو اصحاب ابو حنیفہ میں شمار کیا ہے۔[86]

18۔ محقق امام اہل السنہ مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ:

آپ نے اس موضوع پر مفصل لکھا ہے۔ کتاب کے آخر میں آپکا مضمون شامل کیا گیا ہے۔

چند مزید علماء کے حوالہ جات جنہوں نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی حنفیت کو تسلیم کیا ہے۔

19۔ امام ابو السعادت ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ[87]

20۔ امام محمد بن عبد اللہ الشبلی الدمشقیی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ[88]

---

85 (العرف الشذي ص 320 بحوالہ طائفہ منصورہ ص 65)

86 (اعلاء السنن: ابو حنیفہ واصحابہ المحدثون 103/21)

87 (جامع الأصول 971/12)

88 (آكام المرجان في أحكام الجان 205/1)

21۔امام شمس الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ[89]

22۔امام ابن حماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ[90]

23۔امام ابن کثیر شافعی رحمۃ اللہ علیہ[91]

24۔ابن ارسلان رحمۃ اللہ علیہ[92]

25۔محدث عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ[93]

26۔ابو الامداد برھان الدین اللقانی المالکی[94]

27۔شیخ محمد خضر شنقیطی مالکی رحمۃ اللہ علیہ[95]

28۔محدث خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ[96]

---

89 (الكواكب الدراري في شرحمة الله عليه صحيح البخاري 118/2)

90 (شذرات الذهب في أخبار من ذهب 458/2)

91 (التكميل في الجرحمة الله عليه والتعديل ومعرفة الثقات والضعفاء والمجاهيل 83/2)

92 (شرح سنن أبي داود 231/8)

93 (لمعات التنقيح في شرحمة الله عليه مشكاة المصابيح 237/10)

94 (بَهْجَة المحَافِل وأجمل الوَسائل بالتعريف برواة الشَّمَائل 186/1 ، 210/2)

95 (كوثر المعاني الدراري في كشف خبايا صحيح البخاري 4/12)

96 (بذل المجهود في حل سنن أبي داود 177/1)

29۔ شیخ الحنفیہ فی بغداد محمد محروس مدرس الحنفی رحمۃ اللہ علیہ [97]

30۔ سلفی محقق حسن أبو الأشبال الزهيري نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا امام صاحب کے قول پر فتوٰی دینے کو نقل کیا ہے اور اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔

وقال ابن معين أيضًا: ما رأيت أفضل من وكيع، قيل له: ف.ابن المبارك؟ يعني: ما رأيك في ابن المبارك؟ قال: قد كان له فضل، ولكن ما رأيت أفضل من وكيع، كان يستقبل القبلة ويحفظ حديثه ويقوم الليل ويسرد الصوم سردًا ويفتي بقول أبي حنيفة، ووالله ما رأيت أحدًا يحدث لله تعالى غير وكيع، يعني: ما رأيت أحدًا يحدث بإخلاص لله تعالى دون أن يصبو إلى غرض من أغراض الدنيا، وما رأيت أحفظ منه، ووكيع في زمانه ك.الأوزاعي في زمانه. [98]

31۔ غیر مقلد عبد الرشید صاحب کا حوالہ

امام وکیع بن الجراحؒ اگرچہ منصب امامت واجتہاد پر فائز تھے۔ لیکن فتوٰی امام ابوحنیفہ (م150ھ) کے مسلک کے مطابق دیتے تھے۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ حنفی مسلک کی طرف مائل تھے۔ [99]

---

97 (المباحث الضرورية لدراسة مذهب الحنفية ص 39)

98 (شرح صحيح مسلم 75/5)

99 (محدث میگزین، ملک عبد الرشید عراقی، جنوری 1992ء) میگزین لنک

https://magazine.mohaddis.com/home/articledetail/3138

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی حنفیت پر شواہد:

آپ کے حنفی ہونے کے کئی شواہد ہیں اور آئمہ کے صریح الفاظ بھی موجود ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے۔ ذیل میں آپ کے حنفی ہونے کے چند شواہد نقل کیے جاتے ہیں۔

شاہد 1:

1 ـ الحاكم : حدثنا يحيي بن محمد العنبري ، حدثنا أحمد بن سلمة ، حدثنا عبد الله بن هاشم ، قال لنا وكيع : أي الإسنادين أحب إليكم : الأعمش ، عن أبي وائل ، عن عبد الله ، أو سفيان ، عن منصور ، عن إبراهيم ، عن علقمة ، عن عبد الله ؟ فقلنا . الأول ، فقال : الأعمش شيخ ، وأبو وائل شيخ ، وسفيان فقيه ، ومنصور فقيه ، وإبراهيم فقيه ، وعلقمة فقيه . وحديث يتداوله الفقهاء خير مما يتداوله الشيوخ .[100]

---

[100] (سير أعلام النبلاء 329/12 ، معرفة علوم الحديث ص 11 ، الكفايه ص 611)

اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے، رواۃ کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

1ـ الإمام الثقة المفسر المحدث الأديب العلامة ،أبو زكريا يحيى بن محمد بن عبد الله بن عنبر بن عطاء السلمي مولاهم العنبري النيسابوري المعدل[سير أعلام النبلاء15/534]

2ـ أحمد بن سلمة بن عبد الله البزاز أبو الفضل:حافظ حجة [سير أعلام النبلاء13/373]

3ـ عبد الله بن هاشم بن حيان:الإمام الحافظ المتقن[سير أعلام النبلاء12/329]

عبد اللہ بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے ان دوسندوں میں سے کون سی تمہیں زیادہ محبوب ہے؟اعمش عن ابی وائل عن عبداللہ ؟ یا سفیان عن منصور عن ابراھیم عن عبداللہ ؟

تو ہم نے عرض کی اعمش والی سند کیونکہ وہ اعلی ہے تو امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے نہیں بلکہ دوسری سند کیونکہ اس میں فقیہ فقیہ سے روایت کررہاہے اور اعمش والی سند میں شیخ شیخ سے روایت کررہا ہے اور وہ حدیث جس کو فقہاء ایک دوسرے سے روایت کررہے ہوں اس حدیث سے بہتر ہوتی ہے جس میں شیخ شیخ سے روایت کررہا ہو۔(اسکین 11)

اور یہی بات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام اوزاعی کے ساتھ اپنے مناظرے کے اندر کہی تھی۔(اسکین 12)اس مناظرے کی اسنادی حیثیت کیلئے دیکھیں(اعلاء السنن 3/74)

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ کوفی محدثین کا فقہاء خاص کر اہل الرائے پر مکمل اعتماد تھا۔

شاہد 2:

2۔ أخبرني الحسن بن محمد بن الحسن الخلال نا محمد بن العباس الخزاز نا أبو بكر بن أبي داود نا علي بن خشرم قال: سمعت وكيعا غير مرة يقول: "يا فتيان تفهموا فقه الحديث، فإنكم إن تفهمتم فقه الحديث لم يقهركم أهل الرأي".

وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تم حدیث کی فقہ کو حاصل کرلو اور اس کو سیکھ لو تو فقہاء تم پر غالب نہیں آسکیں گے۔[101]

ایک اور روایت میں وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

" لو أنكم تفقهتم الحديث وتعلمتموه ، ما غلبكم أصحاب الرأي ، ما قال أبو حنيفة في شئ يحتاج إليه إلا ونحن نروي فيه بابا " .

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حدیث کے طلبہ کو فرمانے لگے

کہ اگر تم حدیث کی فقہ کو حاصل کرلو اور اس کو سیکھ لو تو فقہاء تم پر غالب نہیں آسکیں گے (اس زمانے میں محدثین اس بارے میں بہت کمی کا شکار تھے، کئی احادیث زبانی یاد ہونے کے باوجود مسئلہ اخذ کرنے میں فقہاء سے پیچھے رہ جاتے تھے) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس بھی ضروری مسئلے کے بارے میں کچھ کہا ہے ہم اس میں ایک پورا باب روایت کرتے ہیں۔[102]

---

101 (نصیحۃ أھل الحدیث ص 41، الفقیہ والمتفقہ 2/161)(اسکین 13) سلفی محقق عمرو عبدالمنعم سلیم کے مطابق اس کی سند صحیح ہے، شرف اصحاب الحدیث و نصیحۃ أھل الحدیث ص 257، ایک اور سلفی عادل العزازی الفقیہ والمتفقہ 2/161 میں اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں رجالہ ثقات یعنی اس روایت کے رجال ثقات ہیں، نیز فرقہ اہلحدیث کے زبیر علی زئی کے مطابق ابو بکر بن ابی داود ثقہ ہیں (مجلہ الحدیث رقم 84 میں صفحہ 26 تا 39)

102 (نصيحة أهل الحديث ص 41) سند میں النعالی پر کلام ہے لیکن پہلی روایت سے تقویت پاکر یہ سند بھی قابل اعتماد ہو جاتی ہے، نیز سلفی محقق عادل العزازی نے اس روایت کی تحقیق میں لکھا ہے رجالہ ثقات الفقيه والمتفقه 2/162، چونکہ شواہد میں ضعیف روایات بھی قابل قبول ہیں جیسا کہ غیر مقلدوں کے فتاوی راشدیہ کتاب الطہارت ص 246 پر شواہد و متابعات میں ضعیف روایات پیش کی گئی ہیں۔

جیسا کہ روایت میں گزرا کہ وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے اہل الحدیث کو تاکید کی اور یہ بھی کہا کہ امام ابو حنیفہ مسائل بیان کرتے ہوئے پورا باب بیان کرتے ہیں یہ واضح کرتا ہے کہ وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر دسترس تھی اور اس کے بارے میں اتنی احادیث کو اکٹھا کرنا ان کے حنفی ہونے کو روز روشن کی طرح واضح کر دیتا ہے۔

شاہد 3:

3۔ حدثنا ابن كرامة، قال: كنا عند وكيع يوماً فقال رجل: أخطأ أبو حنيفة، فقال وكيع: كيف يقدر أبو حنيفة يخطئ ومعه مثل أبي يوسف، وزفر في قياسهما، ومثل يحيى بن أبي زائدة، وحفص بن غياث، وحبان، ومندل في حفظهم الحديث، والقاسم بن معن في معرفته باللغة العربية، وداود الطائي، وفضيل بن عياض في زهدهما وورعهما؟ من كان هؤلاء جلساؤه لم يكد يخطئ؛ لأنه إن أخطأ ردوه.[103]

امام ابن کرامہ حنفی ایک دن امام وکیع حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خطا کی تو امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خطا کر کیسے سکتے ہیں؟ حالانکہ ان کے ساتھ ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ اپنے قیاس کی مہارت سمیت موجود ہیں اور یحیی بن ابی زائدہؒ، حفص بن غیاثؒ، حبانؒ اور مندلؒ اپنے حفظ حدیث کے ساتھ موجود ہیں اور قاسم بن معنؒ عربی لغت کی معرفت کے ساتھ موجود ہیں اور داؤد طائیؒ اور فضیل بن عیاضؒ اپنے زہد اور تقوی

---

103 (تاریخ بغداد ت بشار 365/16)أخبار أبي حنيفة وأصحابه ص158 ، وهذا إسناد صحيح

کے ساتھ موجود ہیں جس کے ہم نشین ایسے ہوں اس سے خطا نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ اگر وہ خطا کرے گا تو یہ ہم نشین اس کو صحیح کی طرف پھیر دیں گے۔[104]

---

104 توثیق رواۃ:

1۔الإمام الحافظ المجود الحسن بن أبي طالب محمد بن الحسن بن علي البغدادي الخلال : ثقة [سير أعلام النبلاء 594/17]

2۔علي بن عمرو بن سهل أبو الحسن السلمي الحريري : ثقة[تاريخ مدينة دمشق 113/43]

3۔أبو إبراهيم نجيح بن إبراهيم بن محمد بن الحسين الزهري القرشي الكرماني

ابن حبان نے آپ کو ثقات میں ذکر کیا ہے (الثقات لابن حبان 220/9) اور اور امام ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت لی ہے۔ جو ان دونوں کے نزدیک ثقہ ہونے کی دلیل ہے اور مسلمہ بن قاسم کی جرح حجت نہیں کیونکہ وہ خود ضعیف ہے۔ ابو عوانہ والی روایت ملاحظہ ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِشْكَابَ ، وَنَجِيحُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، رحمة الله عليهمَهُمَا اللَّهُ قَالَا : حدثنا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو ، قَالَا : حدثنا عَبْثَرٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ : إِنَّكَ امْرُؤٌ تَائِهٌ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

باب بيان الرد على ابن عباس في إباحته نكاح المتعة، وأنّ النبي ﷺ نهى عنها يوم خيبر ، مستخرج ابى عوانة 243/11 ط الجامعة الإسلامية

تنبیہ:

نیز اس باب کے نام سے ان غیر مقلدوں کو بھی مسکت جواب مل گیا جو کہتے تھے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں امام ابو حنیفہ کے رد پر باب قائم کیا گیا ہے، اب یہاں صحابی جلیل پر جو رد کا باب قائم ہے اس پر غیر مقلد کیا گل افشانی کریں گے ؟؟؟ بہر حال ابن ابی شیبہ والے باب

اب خود سوچیں کہ جس کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی آراء پر اتنا قوی اعتماد ہو وہ بھلا حضرت امام کے اقوال کو چھوڑ کر کسی دوسرے فقیہ کے اقوال کو کیوں اختیار کرے گا؟

شاہد4:

4۔ وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتے تھے۔ انہیں تقوی و صحت دین سے متصف کرتے تھے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث میں وہ تقوی و احتیاط پائی گی ہے جو دوسروں میں نہیں۔ [105]

شاہد5:

5۔ حدثنا يزيد بن عبد ربه قال: سمعت وكيع بن الجراح يقول ليحيي بن صالح الوحاظي: يا أبا زكريا احذر الرأي، فإني سمعت أبا حنيفة يقول: للبول في المسجد أحسن من بعض قياسهم.

کی حقیقت جاننے کیلئے امام کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی شاندار کتاب النكت الطريفة في التحدث عن ردود ابن ابي شيبه على أبي حنيفة دیکھنے لائق ہے۔

4۔علي بن محمد بن الحسن بن محمد النخعي الكوفي ابن كاس: ثقة[تاريخ بغداد 12/ 70 ، تاريخ دمشق 43/ 159 ، تاريخ الإسلام للذهبی 24/ 159]

5۔الإمام المحدث الثقة أبو جعفر محمد بن عثمان بن كرامة : صاحب حديث، صدوق [الكاشف 4/ 164]

[105] مناقب ابی حنیفہ للمکی ص 172 طبع بیروت ۔مزید تفصیلات کیلئے قارئین الاجماع شمارہ20ص27تا 34دیکھیں جس میں مکمل مدلل بحث کی گئی ہے۔

یزید بن عبد ربہ کہتے ہیں میں نے امام وکیع بن جراح کو یحیٰی بن صالح کو کہتے ہوئے سنا کہ:

"اے ابوزکریا رائے دینے سے ہوشیار رہو۔ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو یہ کہتے سنا ہے کہ مسجد میں پیشاب کرنا بعض (باطل) قیاس کرنے سے بہتر ہے" [106]

اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

1۔ وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ صحیح قیاس کرنے والوں (احناف) کے قول پہ فتوٰی دیتے تھے۔

2۔ جو صحیح قیاس کرنا نہیں جانتے تھے انکو قیاس سے روکتے تھے۔

3۔ اور وہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے حوالے سے یعنی وکیعؒ نے

كان قد سمع منه شيئا كثيرا

امام صاحب پر حدیث میں بھی اعتماد کیا اور قیاس صحیح میں بھی اعتماد کیا۔

یہ تاریخی شواہد ہیں جن میں سے ایک ایک گواہی چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ اور ان کی فقہ سے پوری طرح متأثر تھے، ان کی فقہ حنفی پر گہری دسترس تھی، اسی پر فتوٰی دیتے تھے، فقہ حنفی جن احادیث سے اخذ کی گئی ہے ایک ایک مسئلے میں پورا باب ان کے پاس موجود تھا، اس فقہ کو وسعت انسانی کے بقدر بالکل صحیح سمجھتے تھے۔

---

106 (الفقيه والمتفقه ت العزازي 510/1 ، سلفی محقق لکھتے ہیں اسناده صحيح)

باب سوم

غیر مقلدین کی صفوں میں زلزلہ:

لیکن جو لوگ ان حقائق کو مسخ کرنے پر تلے ہوئے ہیں وہ نت نئ تاویلات گھڑتے رہتے ہیں، اگرچہ اپنی سادہ لوح عوام میں یہ لوگ تاویل کے مخالفت کرتے ہیں۔ تاویل اس لیئے کرتے ہیں تاکہ کہیں جو وساوس ہم نے عوام میں چھوڑے ہیں ان کا پول کھل نہ جائے اور ہمارے محقق ہونے کا بھانڈہ پھوٹ نہ جائے۔ چند مشہور وساوس یہ ہیں

1. احناف حدیث سے ہٹ کر قیاس پہ فتوٰی دیتے ہیں.
2. احناف میں محدثین نہیں تھے۔
3. مقلدین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی خدمت کرنے کی بجائے اپنے آئمہ کے اقوال کی خدمت کی ہے لہذا وکیع رح کی حنفیت کے سلسلے میں کبھی کہتے ہیں کہ یفتی بقول ابی حنیفہ والی روایات ہی جھوٹی ہیں۔[107]

---

[107] محدث فورم غیر مقلد اہلحدیثوں کا انٹرنیٹ فورم ہے. اس فورم پر غیر مقلدوں کی پوری بحث قارئین پڑھ سکتے ہیں۔

https://forum.mohaddis.com/threads/%DA%A9%DB%8C%D8%A7-%D8%A7%D9%85%D8%A7%D9%85-%D9%88%DA%A9%DB%8C%D8%B9-%D8%A8%D9%86-%D8%A7%D9%84%D8%AC%D8%B1%D8%A7%D8%AD-%D8%A7%D9%85%D8%A7%D9%85-%D8%A7%D8%A8%D9%88-%D8%AD%D9%86%DB%8C%D9%81%DB%81-%DA%A9%DB%92-%D9%82%D9%88%D9%84-%D9%BE%D8%B1-%D9%81%D8%AA%D9%88%DB%8C-%D8%AF%DB%8C%D8%AA%DB%92-%D8%AA%DA%BE%DB%92%D8%9F.14202/

لیکن پھر خود ہی متضاد بیان دیتے ہیں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے اور عبدالرحمن مبارک پوری نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے۔[108] اگر روایت سرے سے ثابت ہی نہیں ہے تو معنی کیسے بیان کیے جارہے ہیں ؟؟؟

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا:

چاہیئے تو یہ تھا کہ غیر مقلدین اپنی اس متضاد بیانی پر شرم سے ڈوب کر مر جاتے لیکن ان ڈوبتے ہووں نے آخر کار چند تنکوں کا سہارا ڈھونڈ ہی لیا.

تنکا نمبر 1:

کہتے ہیں اس روایت میں یحیی بن معین رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو امام وکیع پر فضیلت دی ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں امام یحیی بن معین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا امام

---

108 ہماری معلومات کے مطابق وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت پر جھوٹ باندھنے والا سب سے پہلا شخص تحفة الاحوذی کا مصنف غیر مقلد عبدالرحمان مبارکپوری تھا، مبارکپوری نے لکھا ہے۔فَبَطَلَ قَوْلُ صَاحِبِ الْعَرْفِ الشَّذِيّ أَنَّ وَكِيعًا كَانَ حَنَفِيًّا فَإِنْ قُلْتُ قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي تَذْكِرَةِ الْحُفَّاظِ فِي تَرْجَمَةِ وَكِيعٍ قَالَ يَحْيَى مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَعْنِي مِنْ وَكِيعٍ يَقُومُ اللَّيْلَ وَيَسْرُدُ الصَّوْمَ وَيُفْتِي بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ انْتَهَى فَقَوْلُ يَحْيَى هَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ وَكِيعًا كَانَ حَنَفِيًّا

قُلْتُ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ وَيُفْتِي بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ هُوَ الْإِفْتَاءُ بِجَوَازِ شُرْبِ نَبِيذِ الْكُوفِيِّينَ فَإِنَّ وَكِيعًا كَانَ يَشْرَبُهُ وَيُفْتِي بِجَوَازِهِ عَلَى قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي تَذْكِرَةِ الْحُفَّاظِ مَا فِيهِ أَيْ مَا فِي وَكِيعٍ إِلَّا شُرْبُهُ نَبِيذَ الْكُوفِيِّينَ وَمُلَازَمَتُهُ لَهُ جَاءَ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْهُ انْتَهَى وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ يُفْتِي بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ الْخُصُوصُ لَا الْعُمُومُ وَلَوْ سَلِمَ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الْعُمُومُ فَلَا شَكَّ أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ الَّذِي لَيْسَ مُخَالِفًا لِلْحَدِيثِ وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ قَوْلَاهُ الْمَذْكُورَانِ(تحفة الأحوذي 556/3)

وکیع افضل ہیں یا امام عبداللہ بن مبارک ؟ تو انہوں نے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دی۔ [109]

جواب:

یہ تنکا ڈوبنے سے نہیں بچا سکتا!

عموماً آدمی جب کسی بات کے بارے میں تردد کا شکار ہوتا ہے اور فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوتا تو انجام کار وہ کسی ایک فیصلے تک پہنچ جاتا ہے، بالکل اسی طرح یہ روایت واضح کرتی ہے کہ یحیی بن معین رحمہ اللہ پہلے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے بعد میں اس ایک فیصلے پر پہنچ گئے کہ وکیعؒ عبداللہؒ بن مبارک سے افضل ہیں۔ نیز اس بات کے کئی شواہد ہیں

1۔وقال إسحاق بن راهويه: حفظي وحفظ ابن المبارك تكلف، وحفظ وكيع أصلي [110]

اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرا اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا حفظ تکلف ہے اور امام وکیع رحمت اللہ علیہ کا حفظ اصلی ہے، یہ روایت وکیعؒ کو ابن مبارکؒ پر ترجیح دے رہی ہے۔

---

109 غیر مقلدوں نے یہ روایت پیش کی ہے، فابن المبارک أعجب إلیک أو وکیع فلم یفضل "ابن المبارک کو آپ زیادہ پسند کرتے ہیں یا وکیع کو؟" تو امام ابن معین نے دونوں میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دی۔ تاریخ دمشق لابن عساکر 92/63، اسناده حسن

110 الجرح والتعديل للرازى 221/1 ، سير اعلام النبلاء 157/9

2۔ قال أبو حاتم الرازي: وكيع أحفظ من ابن المبارك.[111]

امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ وکیعؒ کو عبد اللہ بن مبارکؒ سے افضل مانتے تھے

3۔ قال سفيان بن عبد الملك صاحب ابن المبارك : كان وكيع أحفظ من ابن المبارك .

خود عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ علیہ کے شاگرد سفیان بن عبد الملک امام وکیع کو امام ابن مبارک پر ترجیح دیتے ہیں۔[112]

---

[111] (سیر اعلام النبلاء 153/9 ، تذکرۃ الحفاظ 225/1 ، الجرح والتعديل للرازی 221/1)اسی جگہ ایک اور روایت ہیکہ حدثنا عبد الرحمن قال سألت أبي عن وكيع عن الأعمش أحب إليک أو عبد الله بن داود الخريبي؟ فقال: وكيع أحفظ من ابن داود الخريبي وأحفظ من ابن المبارک. یہاں بھی وکیع رحمہ اللہ کو ابن مبارک رحمہ اللہ پر افضلیت دی گئی ہے۔

112۔(سیر اعلاء النبلاء 152/9) بعض غیر مقلد اس روایت پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سفیان بن عبد الملک کی ثقاہت ثابت نہیں، ہم کہتے ہیں کہ سفیان بن عبد الملک المروزی ابن مبارک کے اولین شاگردوں میں سے تھے، ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کو ثقہ کہا ہے(الثقات 288/8) اور اسی طرح ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی(تقریب 244/1) میں ان کو ثقہ کہا ہے، معاصر ابو عمرو یاسر بن محمد فتحی آل عید نے(فضل الرحيم الودود تخريج سنن أبي داود 248/3) میں آپ کو ثقہ لکھا ہے، معاصر محققین محمد مختار ضرار المفتي نے (مسند اسحاق بن راهويه ص 178) اور عبد الغفور عبد الحق البلوشی نے(مسند اسحاق بن راهويه 288/1) میں ان سے مروی روایت کو صحیح کہا ہے اور سونے پر سہاگا یہ کہ ایک غیر مقلد ابو خرم شہزاد الصحيفة من كلام ائمة الجرح والتعديل على ابى حنيفة ص 110 میں بھی سفیان المروزی کو ثقہ نقل کیا ہے، اصلا اس ملعون کی کتاب غالی سلفی نشر مقبل ھادی کی الصحيفة في الصحيح من أقوال أئمة الجرح والتعديل في أبي حنيفة کا ترجمہ ہے، اس غالی سلفی کی کتاب کا عمدہ رد الكلمات الشريفة والمنارة المنيفة في تنزيه أبي حنيفة من الأقوال السخيفة التي نشرها الوادعي في تسويد الصحيفة میں ہے، چونکہ دروغ گو را حافظہ نباشد، کبھی نفس پرست فرقہ غیر مقلدین سفیان کو مجہول کہتا ہے اور کبھی ثقہ لہذا ہم نے الزامی حوالہ نقل کیا ہے۔ جہاں تک بات تاریخ دمشق والی روایت میں ابو موسی ابن نسائی کی بات ہے تو آپ امام نسائی رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں، آپ کا مکمل نام ابو موسی عبد الکریم بُن احمد بن شعیب النسائی ہے، خصوصا خطیب بغدادی اور نے ابو موسی عبد الکریم بن النسائی عن ابیہ کی سند سے رواۃ کے بارے میں امام نسائی رحمہ اللہ کے اقوال جرح و تعدیل کے کثرت سے نقل کئے ہیں جو

تنکا نمبر 2:

اس روایت میں حسین بن حبان راوی مجہول ہیں۔ تاریخ بغداد میں انکا ذکر بغیر کسی جرح وتعدیل کے آیا ہے

جواب:

یہ سفید جھوٹ ہے کیونکہ خطیب بغدادی نے انکے متعلق لکھا

"كان من اهل الفضل والتقدم فی العلم" یہ فضیلت والے اور علم میں آگے بڑھنے والے لوگوں میں سے تھے۔ نیز اس پر تفصیلی بحث باب دوم کے آغاز میں خطیب بغدادی کے حوالے میں ہو چکی ہے۔

تنکا نمبر 3:

امام وکیع نے اشعار کے معاملے میں امام ابو حنیفہؒ پر جرح کی ہے۔[113]

ابو موسی کے قابل اعتماد ہونے کیلئے کافی ہیں بالفرض اگر ان کی ثقاہت ثابت نہ ہو تب بھی کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ ہم نے چند شواہد ذکر کئے ہیں جس کی وجہ سے ہمارا مدعا یعنی اسلاف کے ہاں وکیع رحمہ اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ سے افضل تھے الحمد اللہ ثابت ہوتا ہے۔

113 قال: سمعت يوسف بن عيسى، يقول: سمعت وكيعا، يقول حين روى هذا الحديث، قال: لا تنظروا إلى قول اهل الراي في هذا، فإن الإشعار سنة وقولهم بدعة. قال: وسمعت ابا السائب، يقول: كنا عند وكيع، فقال لرجل عنده ممن ينظر في الراي: " اشعر رسول الله صلى الله عليه وسلم " ويقول ابو حنيفة هو مثلة، قال الرجل: فإنه قد روي عن إبراهيم النخعي، انه قال: الإشعار مثلة، قال:

جواب:

معزز قارئین اب ایک طرف حافظ ابن حجر، امام ذہبی، حافظ ابن عبد البر اور دیگر اہل علم کے صراحت ہے کہ امام وکیع امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پہ فتوٰی دیتے تھے اور دوسری طرف یہ ایک ہی قول ہے اور ایک فقہی مسئلے سے متعلق ہے۔ لیکن غیر مقلدین اپنی پرانی عادت کے مطابق حقائق کی دوسری جانب کھڑے ہیں۔ وہ اس ایک بات کو کل بنانا چاہتے ہیں اور امام وکیع کے مستقل عمل "یفتی بقول ابی حنیفہ" کو نظروں سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

ہمیں ان کی علمی حالت اور نفس پرستی پر غصہ نہیں بلکہ ترس آتا ہے کیونکہ جس بندے کے پاس دلائل ہوں بھلا وہ ایسی دور دراز تاویلیں کیوں کرے گا ؟؟؟ اور جس نے حق ماننا ہو اسے حقائق سے بھلا کیا اختلاف ہو سکتا ہے ؟؟؟ اور امام وکیع رحمہ اللہ اپنے اس قول میں مخلص تھے لیکن

فرایت وکیعا غضب غضبا شدیدا، وقال: اقول لك: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، وتقول: قال إبراهيم: ما احقك بان تحبس، ثم لا تخرج حتى تنزع عن قولك هذا

یوسف بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے وکیع کو کہتے سنا جس وقت انہوں نے یہ حدیث روایت کی کہ اس سلسلے میں اہل رائے کے قول کو نہ دیکھو، کیونکہ اشعار سنت ہے اور ان کا قول بدعت ہے، میں نے ابو سائب کو کہتے سنا کہ ہم لوگ وکیع کے پاس تھے تو انہوں نے اپنے پاس کے ایک شخص سے جو ان لوگوں میں سے تھا جو رائے میں غور و فکر کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا ہے، اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ وہ مثلہ ہے تو اس آدمی نے کہا: امام ابراہیم نخعی سے مروی ہے انہوں نے بھی کہا ہے کہ اشعار مثلہ ہے، ابو سائب کہتے ہیں: تو میں نے وکیع کو دیکھا کہ (اس کی اس بات سے) وہ سخت ناراض ہوئے اور کہا: میں تم سے کہتا ہوں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" اور تم کہتے ہو: ابراہیم نے کہا: تم تو اس لائق ہو کہ تمہیں قید کر دیا جائے پھر اس وقت تک قید سے تمہیں نہ نکالا جائے جب تک کہ تم اپنے اس قول سے باز نہ آجاؤ، [ترمذی حدیث 818]

اگر ان کو اس مسئلے کی علت معلوم ہو جاتی تو دیگر مسائل کی طرح اس مسئلے میں بھی امام صاحب ہی کے قول کو اختیار کرتے کیونکہ یہ وجہ نہایت اہم ہے

تفصیلی جواب:

اشعار کا مطلب ہے کہ اونٹ کی کوہان پر ایک طرف اتنا زخم کیا جائے کہ خون بہہ پڑے یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ یہ ہدی کا جانور ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشعار اور بعد والوں کے اشعار میں فرق:

1. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گہرا زخم نہیں لگایا تھا۔ جبکہ فتوحات کے بعد دولت کی ریل پیل تھی لوگ اپنے غلاموں کو اشعار کرنے کا کہتے تھے اور غلام لاعلمی کی وجہ سے گہرے زخم لگا دیتے تھے۔
2. مدینے سے مکہ کا سفر عراق سے مکے کی نسبت بہت کم ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے سے اشعار کیا تھا۔
3. جزیرۃ العرب گرم خشک ہے۔ زخم بہت جلد خشک ہو کر مل جاتا ہے۔ جبکہ عراق کی آب و ہوا میں نمی ہے۔ زخم دیر سے درست ہوتا ہے۔

خلاصہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلکا زخم لگایا، گرم خشک علاقے میں لگایا اور تھوڑی مسافت تھی سو جانور کو مشقت نہیں ہوئی۔

لیکن جو لوگ دور دراز سے گہرے زخم لگا کر پر نم علاقوں سے آتے تھے ان کے جانوروں کے زخم میں کیڑے پڑ جاتے تھے۔ تو اسلام جو رحمت کی ٹھنڈی چھاؤں ہے کیا اس عمل کی اجازت دیتا ہے؟؟؟

اسکی واضح نظیر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی نئی تعمیر، حطیم کو اندر داخل کرنے، دو دروازے بنانے اور دروازے کو زمین کے برابر کرنے کی تمنا ظاہر کی تھی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ جب مکہ کے حاکم بنے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کا لحاظ کرتے ہوئے بیت اللہ کو اسی تعمیر پر استوار کر دیا۔ دشمن حجاج بن یوسف کو اپ کی ذات کی طرح آپ کی تعمیر کے ساتھ بھی بغض تھا لہذا اس نے گرا کر دوبارہ دور جاہلیت کی بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔ حجاج کے مرنے کے بعد وقت کے بادشاہ نے حجاج کی تعمیر کو ختم کر کے بیت اللہ کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ والی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اہل علم نے اس سے منع کیا کہ بار بار کا گرانا بنانا بیت اللہ کی تعظیم کے منافی ہے۔ تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ جن اہل علم نے منع کیا تھا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کی تھی؟؟؟ یا یہ کہا جائے گا کہ انہوں نے بیت اللہ کی عظمت کا لحاظ کیا تھا!!!

بالکل اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے گہرے زخم لگانے سے منع کر کے جانوروں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک کا حکم دیا تھانہ کہ سنت سے روکا تھا۔ قارئین یہ دونوں مسئلے بالکل ایک ہی نوعیت کے ہیں۔ لیکن دوسروں کے متعلق خاموشی اور امام ابو حنیفہ پر طعن دراصل بے وجہ نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دنیائے علم میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ابھرا ہوا نام بعض اہل علم کے حسد کا ذریعہ بن گیا۔ جو حاسد نہیں ہیں وہ بھی یہ طعن حاسدین ہی سے نقل کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو کسی نے بہت مختصر اور انتہائی بلیغ الفاظ میں سمیٹا ہے۔

" الناس في ابي حنيفة حاسد او جاهل "

یعنی کہ امام صاحب کے بارے میں حاسد یا جاہل ہی بری رائے رکھ سکتا ہے۔ [114]

حضرت مولانا محدث سعید احمد پالنپوری صاحب ترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں:

"مذاہب فقہاء: صاحبین اور آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اشعار سنت ہے اور حضرت ابراہیم نخعی رح اور امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اشعار بدعت اور مثلہ ہے۔

مثلہ: حضرت ابراہیم نخعی کی تعبیر ہے

اور بدعت: امام اعظم کی۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا زمانہ تو مقدم ہے مگر جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اشعار کو بدعت کہا تو سب نے ان پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی کہ جو چیز نبی علیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت

---

114 (تاریخ اہل حدیث ص 81، داؤد غزنوی ص 378)

ہے امام ابو حنیفہ اس کو بدعت کہتے ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جس طرح صلوۃ الاستسقاء میں اور خرص کے مسئلہ میں امام اعظم کے قول کو صحیح نہیں سمجھا گیا، یہاں بھی غلط فہمی ہوئی ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مطلق اشعار کو بدعت نہیں کہا بلکہ ان کے زمانہ میں جس طرح لوگ بے دردی سے اشعار کرتے تھے اس کو بدعت کہا ہے۔ آنحضور ص اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے دست مبارک سے اشعار فرمایا تھا اور ذرا سی کھال کاٹی تھی اور خون پونچھ ڈالا تھا اور عرب کا ملک گرم خشک ہے دو چار دن میں زخم خشک ہو جائے گا اور اشعار کی علامت کوہان پر باقی رہ جائے گی، بعد میں لوگ شیخ سیٹھ بن گئے، نوکروں کو اشعار کرنے کا حکم دیتے تھے، ان کو کیا پڑی تھی وہ بے دردی سے اشعار کرتے تھے، جس میں کھال کے ساتھ گوشت بھی کاٹ دیتے تھے اور عراق کا علاقہ مرطوب تھا، چنانچہ زخم میں کیڑے پڑ جاتے تھے۔ امام اعظم نے اس اشعار کو بدعت کہا ہے، مطلق اشعار کو بدعت نہیں کہا۔ اور امام اعظم کے قول کا یہ مطلب امام طحاوی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے جو مذہب حنفی کے سب سے زیادہ واقف کار تھے۔"[115]

تنکا نمبر 4:

وکیع نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ترک کر دیا تھا۔[116]

---

115 (تحفتہ الالمعی 307/3)

116 (نصیحة أهل الحديث ص 40)

جواب:

قارئین کرام، جب جدید اہلحدیثوں کے پاس اور کوئی بہانہ نہیں بنتا تو آخر کار یہ حربہ آزماتے ہیں کہ بے شک وہ شاگرد تھے لیکن بعد میں ترک کر دیا، اس قسم کا مفروضہ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور اب وکیع رحمہ اللہ کے بارے میں بھی مشہور کر دیا حالانکہ نہ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے امام صاحب کو ترک کیا جیسا کہ پہلے گزر چکا اور نہ وکیع۔ اصل میں سوشل میڈیا پر غیر مقلد اہلحدیث سلفی عالم جناب شیخ عبد اللہ ناصر رحمانی صاحب کا ایک 4 منٹ کا کلپ ہے جس میں موصوف کہتے ہیں کہ "حدیث ہی تو فقہ ہیں لیکن افسوس کی بات ہیکہ لوگ حدیث اور فقہ میں فرق کرتے ہیں۔" اس کے بعد موصوف نے خطیب بغدادی کی کتاب سے ایک من گھڑت واقعہ اور قصہ دھوم دھام سے اپنی جاہل عوام کو بیان کیا، بلکہ کتابی واقعے کے ساتھ ساتھ، اپنی طرف سے بھی کچھ جملوں کا اضافہ کر کے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر طعن کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ [117]

موصوف نے جس قصے کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے۔

مسلم الجرمی کہتے ہیں کہ میں نے وکیع رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا کہ مجھے ابو حنیفہ ملے انہوں نے مجھے کہا اگر تم حدیث لکھنا چھوڑ دو اور فقہ حاصل کرو، کیا تمہارے لیے بہتر نہیں ہو گا؟ میں نے کہا: کیا حدیث ساری فقہ کو جمع نہیں کر لیتی ؟ انہوں نے کہا: تم کیا کہتے ہو اس عورت کے بارے میں جس نے حمل کا دعویٰ کیا اور خاوند نے انکار کر دیا؟ میں نے ان کو کہا کہ: مجھے عباد بن منصور نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کی وجہ سے لعان کیا تو ابو

---

[117] https://youtu.be/hmjdhTdq1ws?feature=shared

حنیفہ رحمہ اللہ نے مجھے چھوڑ دیا اس کے بعد جب مجھے دیکھتے کہ ایک راستے سے آرہا ہوں تو وہ دوسرا راستہ اختیار کر لیتے تھے۔[118]

---

[118] أنبأنا محمد بن عبد الله الحنائي نا جعفر بن محمد بن نصير الخلدي نا عبد الله بن جابر الطرسوسي نا محمد بن العرجي العسكري قال: سمعت مسلما الجرمي قال: سمعت وكيعا يقول:" لقيني أبو حنيفة فقال لي: لو تركت كتابة الحديث وتفقهت أليس كان خيرا؟ قلت: أفليس الحديث يجمع الفقه كله قال: ما تقول في امرأة ادعت الحمل وأنكر الزوج؟ فقلت له: حدثني عباد بن منصور عن عكرمة عن ابن عباس - رضي الله عنهما - أن النبي صلى الله عليه وسلم لاعن بالحمل، فتركني فكان بعد ذلك إذا رآني في طريق أخذ في طريق آخر ". [الفقيه والمتفقه ص 80 ، نصيحة أهل الحديث ص 40]

قصے کی سند کا حال:

راوی 1۔ مُسْلِمًا الْجَرْمِيَّ ثقة

راوی 2۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَرَجِيِّ الْعَسْكَرِيُّ ہمیں ان کا ترجمہ نہیں ملا، اور سلفی محقق عمرو عبدالمنعم سلیم بھی ایسا ہی لکھتے ہیں کہ مجھے ان 2 رواۃ کا ترجمہ نہیں ملا، ایک تو العرجی دوسرا الطرسوسی (شرف اصحاب الحديث و نصيحه اهل الحديث ص 256) ، البتہ تیسرے راوی یعنی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَابِرٍ الطَّرَسُوسِيُّ پر سخت جروحات موجود ہیں۔ امام ابو احمد حاکم نے ان پر منکر الحدیث اور ذاہب الحدیث کی جرح کی ہے۔ (لسان الميزان 445/4)

4۔ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نُصَيْرٍ الْخَلَدِيُّ خطیب بغدادی نے انکو ثقة کہا ہے۔ یہ بھی صوفی تھے امام ذہبی نے انکو محدث کے ساتھ ساتھ شیخ الصوفیة کہا ہے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں۔

قال إبراهيم بن أحمد الطبري : سمعت الخلدي يقول : مضيت إلى عباس الدوري ، وأنا حدث ، فكتبت عنه مجلسا ، وخرجت ، فلقيني صوفي ، فقال : أيش هذا ؟ فأريته ، فقال : ويحك ، تدع علم الخرق ، وتأخذ علم الورق ! ثم خرق الأوراق ، فدخل كلامه في قلبي ، فلم أعد إلى عباس ووقفت بعرفة ستا وخمسين وقفة

غیر مقلد اہلحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی کی پیش کردہ سند بھی ان کے اخلاق کی طرح گری ہوئی ہے۔

قارئین کرام، کس دھڑلے سے اہلحدیث سادہ لوح عوام کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں یہ آپ جان چکے ہیں۔ مزید یہ کہ ضعیف و من گھڑت روایات پر عامل کا طعنہ اہل السنت والجماعت کو دیتے ہیں یعنی

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

جبکہ صحیح سند کے ساتھ انہی کتب میں روایات موجود ہے (ان دونوں روایات کی تحقیق ص 69 پر گزر چکی ہے)، جس کو جان بوجھ کر عوام سے چھپایا گیا۔ امام وکیع سے ایک روایت میں ہے

قلت : ما ذا إلا صوفي جاهل يمزق الأحاديث النبوية ، ويحض على أمر مجهول ، فما أحوجه إلى العلم .

مفہوم: خلدی صاحب محدث عباس دوری کی مجلس میں حدیث لکھتے تھے۔ ایک دن ایک مجلس سے واپسی پر ایک صوفی نے کہا کہ تم نے خرقوں (جبوں: صوفیاء کا لباس) کا علم چھوڑ کر ورقوں کو علم لینا شروع کیوں کر دیا؟ یہ بات خلدی صاحب کے دل پر اثر انداز ہوئی اور صوفی نے حدیث کے ورق پھاڑ دیئے اور خلدی محدث عباس دوری کے پاس نہیں گیا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے مزید لکھا ہیکہ (جس صوفی کی بات خلدی صاحب کے دل کے اندر اتر گئی تھی) وہ صوفی جاہل تھا جس نے حدیث مبارکہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ایک مجہول کام کیلئے ابھارا، اس کو علم کی کتنی زیادہ ضرورت تھی۔ (سیر اعلام النبلاء 559/15)

5. مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَنَّائِيُّ — یہ ثقہ ہیں

سند کا حال:

اہلحدیثوں نے جو سند پیش کی اس کا حال یہ ہے کہ: اس میں ایک راوی کے حالات خود سلفیوں کو نہیں مل سکے، ایک راوی "منکر الحدیث" اور ذاہب الحدیث کی جرح لئے بیٹھا ہے اور ایک راوی ثقہ تو ہے لیکن "صوفی بلکہ صوفیاء کا شیخ" ہے اور تصوف سے اہلحدیثوں کو کس قدر چڑ رہی ہے، اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں، لہذا اس جیسی ٹوٹی پھوٹی سند کے ساتھ امام اعظم پر اعتراض باطل ہے۔

وکیع رح فرماتے ہیں اگر تم حدیث کی فقہ کو حاصل کرلو اور اس کو سیکھ لو تو فقہاء تم پر غالب نہیں آسکیں گیں۔

ایک اور روایت ہے کہ

امام وکیع رحمہ اللہ علیہ ایک دن حدیث کے طلبہ کو فرمانے لگے کہ اگر تم حدیث کی فقہ کو حاصل کرلو اور اس کو سیکھ لو تو فقہاء تم پر غالب نہیں آسکیں گے۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے جس بھی ضروری مسئلے کے بارے میں کچھ کہا ہے ہم اس میں ایک پورا باب روایت کرتے ہیں۔

جیسا کہ ان روایات میں گزرا کہ وکیع رح نے اہل الحدیث کو تاکید کی کہ حدیث کے ساتھ فقہ بھی سیکھو۔لہذا یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہیکہ فقہ اور حدیث الگ الگ ہیں، اگر حدیث اور فقہ ایک ہیں تو حدیث کی کتابیں پڑھی جائیں۔خطیب بغدادی کی الفقیہ والمتفقه کیوں؟ جو ہے ہی فقہ کے عنوان پر۔ معلوم ہوا غیر مقلد اہلحدیث صرف ہٹ دھرم ہی نہیں دماغی مریض بھی ہیں۔ جو فقہ اور حدیث کا فرق نہیں سمجھ پاتے۔

ناصر رحمانی صاحب غیر مقلد اہلحدیث جھوٹے ہیں اور اس سے بڑھ کر خائن بھی کہ صحیح روایات چھپاتے ہیں اور ضعیف اور موضوع روایات مجمع عام میں دھڑلے سے گلے پھاڑ پھاڑ کر سناتے ہیں، انکا مقصد عوام کو حدیث کے نام پر اسلامی فقہ سے دور کرنا ہے۔بالکل ویسے ہی جیسے منکر حدیث، قرآن کے نام پر حدیث کا انکار کرتے ہیں اہل حدیث، حدیث کے نام پر فقہ اسلامی کا انکار کرتے ہیں۔

تنکا نمبر 5:

غیر مقلد تاریخ بغداد کے حوالے سے چند روایتیں پیش کرتے ہیں کہ دیکھو وکیع رحمہ اللہ توامام صاحب کے مخالف تھے، لہذا وہ ان کے مذہب پر کیسے فتوٰی دے سکتے ہیں۔

جواب:

یہ کوئی نئے اعتراضات نہیں ہیں، غیور حنفی ان کمزور اعتراضوں کا جواب لکھ چکے ہیں لہذا ہم انہی سے ان روایتوں کا جواب پیش کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر 1:

وکیع فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سفیان ثوری، قاضی شریک، حسن بن صالح اور ابن ابی لیلیٰ رحمھم اللہ ایک جگہ اکھٹے ہوئے تو انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بھی بلایا اور امام ابو حنیفہ سے کہا کہ اگر کوئی اپنے باپ کو قتل کر دے اور اپنی ماں سے نکاح کرلے اور باپ کے سر کی کھوپڑی میں شراب ڈال کر پیئے تو امام صاحب نے کہا کہ وہ شخص مومن ہے۔ یہ بات سننے کے بعد ابن ابی لیلی نے کہا کہ میں تمہاری گواہی کبھی قبول نہ کروں گا۔ سفیان ثوری نے کہا کہ آپ سے کبھی کلام نہ کروں گا اور شریک نے کہا کہ اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا اور حسن بن صالح نے کہا کہ تمہارا چہرہ دیکھنا بھی مجھ پر حرام ہے۔[119]

---

[119] أخبرني الخلال، حدثنا علي بن عمر بن محمد المشتري، حدثنا محمد بن جعفر الأدمي حدثنا أحمد بن عبيد، حدثنا الطاهر بن محمد، حدثنا وكيع قال:اجتمع سفيان الثوري، وشريك، والحسن بن صالح، وابن أبي ليلى، فبعثوا إلى أبي حنيفة. قال: فأتاهم. فقالوا له: ما تقول في رجل قتل أباه، ونكح أمه، وشرب الخمر في رأس أبيه، فقال: مؤمن، فقال له ابن أبي ليلى: لا قبلت لك

جواب:

شیخ الاسلام قاطع غیر مقلدیت و لامذہبیت امام زاہد کوثری رحمہ اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ اس کا راوی علی بن عمر بن محمد المشتری ایسا ہے کہ، میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کی توثیق کی ہو۔ اور محمد بن جعفر الادمی جو ہے وہ ابو بکر ہے جس کی کتاب الالحان ہے تو بیشک اس کے بارے میں محمد بن ابی الفوارس نے کہا کہ وہ حدیث بیان کرتے وقت خلط ملط کرتا تھا۔ اور رہا احمد بن عبید بن ناصح جو اس کا استاد ہے تو وہ بھی قابل اعتماد نہیں ہے جیسا کہ اس کا ذکر امام ذہبی نے میزان میں عبد الملک الاصمعی کے ترجمہ میں کیا ہے اور خطیب نے ج 2 میں کہا ہے کہ ابن عدی نے کہا کہ یہ منکر احادیث بیان کرتا تھا اور ابو احمد الحاکم الکبیر نے کہا کہ اس کی اکثر روایتوں کا کوئی متابع نہیں ملتا۔ اور اس واقعہ کا راوی طاہر بن محمد مجہول ہے۔ اور وکیع تو ابو حنیفہ کے احسان مند اصحاب میں سے ہیں. اور ان سے ابو حنیفہ کے بارے میں بری بات ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بات کم عقل لوگوں میں سے کسی نے ان کی جانب منسوب کر دی ہے جو انہوں نے نہیں کی۔ اور ابن معین کی تاریخ جو الدوری کی روایت سے ہے اور وہ کتاب کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں محفوظ ہے اس میں ہے کہ وہ (وکیع) امام ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق فتوٰی دیا کرتے تھے جیسا کہ آگے اس کی تفصیل آرہی ہے اور اسی کے مثل امام ذہبی کی طبقات الحفاظ میں ہے اور یہ بات حقیقت ہے۔ بیشک تحفۃ الاحوذی کے مقدمہ میں (اس کا

شهادة أبدا، وقال له سفيان الثوري: لا كلمتك أبدا، وقال له شريك: لو كان لي من الأمر شئ لضربت عنقك، وقال له الحسن بن صالح: وجهي من وجهك حرام، أن أنظر إلى وجهك أبدا.(تاريخ بغداد ت بشار 510/15)

مصنف محمد بن عبد الرحمن مبارکپوری) جھوٹ تھوپنے والا، حنفیت سے چڑنے والا، جتنا چاہے سیخ پا ہوتا رہے۔

اور ان اکابر علماء کے بارے میں تو تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں سے کوئی اپنے باپ کا قاتل اور اپنے باپ کی کھوپڑی میں شراب پینے والا اور اپنی ماں سے نکاح کرنے والا ہو. اور ان حضرات کی سیرت مشہور ہے کہ وہ ایسے کسی مسئلے میں کلام ہی نہ کیا کرتے تھے جو واقع نہ ہوا ہو۔ نیز وہ کلام میں اس قسم کی بے ہودگی کا مظاہرہ نہ کیا کرتے تھے۔ اگرچہ ان حضرات میں سے بعض کی ابو حنیفہ کے ساتھ کچھ چپقلش بھی رہی، جس سے شاید ہی کوئی ہم عصر بچا ہو مگر اس جیسے جھوٹ کو گھڑنا متعصبوں میں سے وہی جائز سمجھے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ سے محروم رکھا ہو۔

اور روایت کی حالت تو یہ ہے مگر یہ بھی خطیب کے ہاں محفوظ روایات کے زمرہ میں ہے۔

پھر اہل حق کے نزدیک بیشک مومن خواہ کتنا ہی بڑا گناہ کیوں نہ کرے وہ اس عمل کی وجہ سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا جبکہ اس کے عقیدے میں خلل نہ پڑے۔ پس یہ من گھڑت حکایت تو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ ان ائمہ کے نزدیک کبیرہ گناہوں کا مرتکب ایمان سے خارج ہو جاتا ہے تو اگر اس واقعہ کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ برائی ان ائمہ کی طرف لوٹتی ہے نہ کہ امام ابو حنیفہ کی طرف یعنی اس واقعہ کو تسلیم کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ائمہ کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب ایمان سے خارج ہو جاتا ہے حالانکہ ان میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

اعتراض نمبر 2:

وکیع کہتے ہیں کہ ابن مبارک نے امام ابو حنیفہ سے رکوع کے وقت رفع الیدین کا پوچھا تو امام صاحب نے کہ اگر تو اڑنا چاہتا ہے تو رفع یدین کر لے، وکیع کہتے ہیں کہ ابن مبارک عقل مند تھے انہوں نے

جواب دیا کہ اگر پہلی دفعہ رفع الیدین سے اڑنے لگا تو بے شک وہ دوسری بار بھی رفع الیدین سے اڑے گا اس جواب پر امام صاحب لاجواب ہو گئے۔[120] اسکین 12

جواب:

شیخ الاسلام قاطع غیر مقلدیت ولامذہبیت امام زاہد کوثری رحمہ اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ تینوں مطبوعہ نسخوں میں العباس بن محمد بن ابراہیم بن شماس ہے مگر درست العباس بن محمد عن ابراہیم بن شماس ہے جیسا کہ ہم نے اس کو درج کیا ہے۔اور فقہی مسائل میں تو ابن المبارک کا قاعدہ یہ تھا کہ اس مسئلہ کو لیتے تھے جس پر اس کے دو استاد ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ کا اتفاق ہوتا تھا۔[121]

لیکن یہاں اس کا قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ دونوں کی اس مسئلہ میں مخالفت کر رہا ہے۔ حالانکہ ابن المبارک رحمہ اللہ کی رائے کے خلاف حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حجت

---

120 أخبرنا الخلال، حدثنا عبد الله بن عثمان الصفار، حدثنا محمد بن مخلد، حدثنا العباس بن محمد بن إبراهيم بن شماس قال: سمعت وكيعا يقول: سأل ابن المبارك أبا حنيفة عن رفع اليدين في الركوع، فقال أبو حنيفة: يريد أن يطير، فيرفع يديه؟ قال وكيع: وكان ابن المبارك رجلا عاقلا، فقال ابن المبارك: إن كان طار في الأولى فإنه يطير في الثانية. فسكت أبو حنيفة ولم يقل شيئا(تاريخ بغداد ت بشار 535/15)

121 (اسناده صحيح تاريخ بغداد ت بشار 470/15)

واضح ہے تو ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے مزاح کیا۔ اور اس مسئلہ میں ان کے ساتھ امام مالک بھی ہیں۔ جیسا کہ ابن القاسم کی روایت میں ان کا مسلک مروی ہے اور اسی پر مالکیہ کا عمل ہے۔

کیونکہ رکوع جاتے وقت رفع یدین کی احادیث کی سندوں میں سے کوئی سند بھی علت (کمزوری) سے خالی نہیں ہے۔ بلکہ رفع کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے سوائے حضرت ابن عمر کی حدیث کے مگر ان کا خود اس پر عمل نہ تھا جیسا کہ ابو بکر بن عیاش کی روایت میں ہے اور راوی کا اپنی مروی روایت کو ترک کرنا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اور اہل نقد میں سلف کے نزدیک اس روایت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ اور اہل علم میں سے بعض حضرات ایسے ہیں جو اس مسئلہ کو ان مسائل میں شمار کرتے ہیں جن کے دلائل مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں میں برابر ہیں۔

اور فریقین میں سے جو غیر متعصب ہیں ان پر تو کوئی ملامت نہیں ہے۔ اور ایسے اختلافی مسائل میں جو دور صحابہ سے لگاتار چلے آرہے ہیں ان میں کسی ایک فریق کا اپنی جانب کو متواتر کہنے کا دعوٰی بالکل قابل سماعت نہیں ہو سکتا کیونکہ تواتر سے تو یہ ثابت ہے کہ بے شک صحابہ کی ایک جماعت رفع یدین نہ کرتی تھی اور ان میں سے ایک جماعت رفع یدین کرتی تھی۔

تو یہ تخییر اصلی پر دلالت کرتی ہے۔ اور ان کا اختلاف صرف افضل ہونے میں ہے۔ جیسا کہ اس کو ابو بکر الرازی نے بہت عمدہ تفصیل کے ساتھ احکام القرآن میں مثالوں سمیت ذکر کیا ہے۔ اور یہ بحث بہت طویل ہے اس کے بارہ میں دونوں جانبوں سے مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

اور اس باب میں سب سے عمدہ تالیف نیل الفرقدین اور بسط الیدین ہیں۔ یہ دونوں کتابیں مولانا علامہ علم کے سمندر محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ہیں۔ اور انہوں نے ان دونوں کتابوں میں اس مسئلہ کا لب لباب نکال کر پیش کیا ہے اور اس پر شافی و کافی بحث کی ہے۔[122]

اعتراض نمبر 3:

وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

---

[122] رفع الیدین مناظرے کا یہ واقعہ مختلف کتب میں مختلف الفاظ کی ساتھ درج ہے، جس نے بھی اس کو نقل کیا ہے روایت بالمعنی نقل کیا ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے اعتبار سے نقل کیا ہے۔ اس واقعے کی صحیح ترین روایت صرف وہ ہے جس میں دو واسطے ہیں ابن قتیبہ سے منقول جس میں صرف یہ بات ہیکہ وکیع کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کہا اس شخص کا کیا حال ہے جو ہر اٹھک بیٹھک کے وقت رفع یدین کرتا ہے کیا وہ اڑنا چاہتا ہے ؟ تو عبد اللہ بن المبارک نے کہا کہ اگر وہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے اڑنا چاہتا ہے تو وہ دیگر مواقع رفع یدین میں بھی اڑنا چاہتا ہے(تاویل مختلف الحدیث 106/1)

اس روایت میں نہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خاموشی کا ذکر ہے نہ حیرانی کا ذکر ہے، نہ لاجواب ہونے کا ذکر ہے۔ بلکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے رفع یدین میں بے اعتدالی (ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین) کو دیکھ کر اس کو طیر سے تعبیر کیا تو یہ بھی ایک لحاظ سے حدیث کی ہی موافقت ہوئی ہے جیسا کہ حدیث میں رفع یدین میں بے اعتدالی کو "سرکش گھوڑوں کی دموں" سے تعبیر کیا گیا ہے۔(صحیح مسلم 968) ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا تو غیر مقلد اہلحدیث بھی نہیں مانتے، کیا ہر تکبیر کے ساتھ خصوصا سجدوں کا رفع الیدین اہلحدیث کو قبول ہے ؟ لہذا ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر اعتراض سے پہلے موجودہ غیر مقلد اپنے گریبان میں جھانکیں اور عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے صحیح اسانید کے ساتھ امام ابو حنیفہ کی تعریف توثیق منقول ہے لہذا جو لوگ ابن مبارک کے ذریعے امام صاحب پر طنز کرنا چاہتے ہیں وہ ایک بار فضائل ابی حنیفہ لابن ابی العوام ص 75 پر روایت دیکھ لیں۔ قارئین اس لنک پر مزید تفصیل دیکھ سکتے ہیں۔

https://www.alnomanmedia.com/2024/03/56_30.html?m=1

سفیان فرماتے ہین کہ ہم مومن ہیں اور ہمارے احکام میں گناہ بھی ہیں لہذا مجھے نہیں معلوم اللہ کے ہاں ہمارا کیا حال ہے؟ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ جو سفیان جیسا عقیدہ رکھے وہ شک کرنے والا ہے اور ہم یہاں بھی مومن ہیں اور اللہ کے ہاں بھی مومن ہیں اور وکیع نے اس قول کو پسند نہیں کیا۔[123]

جواب:

شیخ الاسلام قاطع غیر مقلدیت ولامذہبیت امام زاہد کوثری رحمہ اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ مطبوعہ تینوں نسخوں میں راوی کا نام حیویہ لکھا ہوا ہے اور یہ تصحیف ہے کیونکہ صحیح نام جبویہ جیم کے فتحہ کے ساتھ اور باء کی تشدید کے ساتھ اور محمد بن العباس الخزاز جو ابن حیویہ کے ساتھ مشہور ہے وہ تو بہت بعد زمانہ کا ہے اس نے بالکل محمود بن غیلان کو نہیں پایا پس دوسری طبع کے حاشیہ میں جو یہ تعلیل کی گئی ہے کہ خبر اس کے ذریعہ سے ہے تو یہ محض وہم ہے اور درست بات کہی ہے کہ اس سند میں جو محمد ہے وہ ابن جبویہ النحاس الہمزانی ہے اور تلخیص المستدرک میں امام ذہبی نے اس کو جھوٹا کہا ہے۔ کیونکہ انہوں نے میناء کی حدیث میں کہا کہ ابن جبوبه متهم بالكذب۔ کیا پس مؤلف (یعنی امام حاکم) کو شرم نہیں آتی کہ

---

123 أخبرنا الحسين بن محمد بن الحسن أخو الخلال، أخبرنا جبريل بن محمد المعدل - بهمذان - حدثنا محمد بن حيويه النخاس، حدثنا محمود بن غيلان، حدثنا وكيع قال: سمعت الثوري يقول: نحن المؤمنون، وأهل القبلة عندنا مؤمنون، في المناكحة، والمواريث، والصلاة، والإقرار، ولنا ذنوب ولا ندري ما حالنا عند الله؟ قال وكيع، وقال أبو حنيفة: من قال بقول سفيان هذا فهو عندنا شاك، نحن المؤمنون هنا وعند الله حقا، قال وكيع: ونحن نقول بقول سفيان، وقول أبي حنيفة عندنا جرأة (تاريخ بغداد ت بشار)

ان افسانوں کو ان احادیث کے ضمن میں پیش کر رہا ہے جن میں اس نے شیخین کی شرائط کے مطابق ان سے چھوٹ جانے والی روایات ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ الخ۔[124]

تو اس جیسی سند کے ساتھ وکیع سے یہ خبر صحیح نہیں ہو سکتی۔ اور ان سے جو صحیح طور پر مذکور ہے وہ روایت ہے جو "الحافظ ابو القاسم بن ابی العوام" نے جو کہ نسائی اور طحاوی کا ساتھی ہے، اس نے اپنی کتاب "فضائل ابی حنیفة واصحابہ" میں پیش کی ہے جو کتاب دار الکتب المصریہ میں محفوظ ہے اور اس پر بہت سے بڑے بڑے اکابر علماء کی تحریرات اور ان کی سماعت (کہ انہوں نے صراحت کی ہے کہ یہ فلاں سے سنی ہے) اور وہ کتاب السلفی کی مرویات میں سے ہے۔ اس نے محمد بن احمد بن حماد ابراهيم بن جنيد، عبيد بن يعيش وكيع کی سند نقل کر کے کہا کہ وکیع نے کہا کہ سفیان ثوری سے جب پوچھا جاتا

"مومن انت"

کیا آپ مومن ہیں؟

124 چونکہ تاریخ بغداد کے نسخوں میں کافی اختلاف ہے، اغلاط بھی ہیں، بعض رواۃ کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ اس وجہ سے محققین اس روایت کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔ تاریخ بغداد کے نسخوں میں اور پہلے ایڈیشنز میں اس سند کے ایک راوی کا نام "محمد بن حیویہ" ہی درج ہے۔ جبکہ امام کوثری رحمہ اللہ اور دکتور بشار عواد حنفی کی تحقیق کے مطابق راوی کا نام محمد بن جبویہ ہے جبکہ دکتور طحان حنفی رحمہ اللہ نے راوی کو محمد بن حیویہ ہی برقرار رکھا ہے۔ مقلدین خصوصا احناف سے بہت زیادہ تعصب رکھنے والے غالی سلفی شیخ مقبل بن هادي الوادعی نے بھی اپنی کتاب" نشر الصحيفة في ذكر الصحيح من أقوال أئمة الجرح والتعديل في أبي حنيفة " صفحہ 385 میں راوی کا نام ابن حیویہ ہی لکھا ہے۔ ولید بن أحمد الحسین الزبیري نے اپنی تصنیف " الموسوعة الميسرة في تراجم أئمة التفسير والإقراء والنحو واللغة " صفحہ 2783 میں نام محمد بن حیویہ ہی لکھا ہے۔

کہتے

"نعم"

"ہاں"

توجب ان سے پوچھا جاتا

"عند اللّٰہ"

کیا آپ اللہ کے ہاں بھی مومن ہیں؟

تو وہ کہتے ہیں

"ارجو"

"مجھے امید ہے کہ اللہ کے ہاں بھی مومن ہوں گا"

اور ابو حنیفہ کہا کرتے تھے

"انا مومن ھھنا وعند اللّٰہ"

"میں یہاں بھی اور اللہ کے ہاں بھی مومن ہوں"

وکیع نے کہا کہ سفیان کا قول ہمیں زیادہ اچھا لگتا ہے۔ الخ

اس قول کی اس (خطیب کے ذکر کردہ قول) سے کیا نسبت ہے؟ اس سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے) تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ خطیب نے ابن جبویہ کذاب کی سند سے جو نقل کیا ہے اس میں ہیر پھیر ہے۔

روایت کی حالت تو بالکل واضح ہے مگر خطیب کے ہاں محفوظ روایت اس جیسی ہوتی ہے۔ نسال اللہ العافیۃ "ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔"

اور اس مقام کے مناسب ہے وہ جو " الحافظ شرف الدين الدمياطى "نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جس کا نام "العقد المثمن فيمن يسمى بعبد المومن" ہے۔ جیسا کہ اس کو اس سے الحافظ عبد القادر القرشی نے اپنی طبقات میں روایت کیا ہے۔ جہاں اس نے ذکر کیا ہے کہ مجھے "الحافظ عبد المومن الدمیاطی" نے بتلایا اور میں اس کو اس کی تحریر سے نقل کر رہا ہوں جو اس نے اپنی مذکورہ کتاب میں لکھی ہے کہ۔

كتبت إلينا عجيبة بنت محمد بن أبي غالب عن أبي أحمد معمر بن عبد الواحد بن الفاخر أخبرنا أبو المحاسن عبد الواحد بن إسماعيل الروياني أنا الحافظ أبو نصر عبد الكريم بن محمد الشيرازي ابن بنت شر الحافى أبو القاسم الحسين بن أحمد بن محمد بن فضلويه الدامغاني القاضي أنا أبو حنيفة عبد المؤمن التيمي حدثنا عبد الرحمن بن يزيد الفقيه حدثنا أبو الحسن على بن نصر حدثنا محمد ابن نوكود الروياني حدثنا محمد بن سماعة حدثنا أبو يوسف القاضي عن أبي حنيفة الإمام عن موسى بن أبي كثير قال أخرج علينا ابن عمر رضي الله عنهما شاء له فقال لرجل الذبحها فأخذ الشقرة ليذعها فقال مؤمن أنت فقال أنا مؤمن إن شاء الله تعالى فقال ابن عمر ناولني الشفرة وامض حيث شاء الله أن تكون مؤمناً قال فمر رجل آخر فقال له اذبح لنا هذه الشاة فأعد

الشفرة ليذبحها فقال أمؤمن است قال أنا مؤمن إن شاء الله تعالى قال فأخذ الشفرة وقال امض ثمة رجل آخر اذبح لنا هذه الشاة فأول الشفرة ليذبحها فقال له أمؤمن أنت قال نعم أنا م فى السر فى العلانية فقال له اذبح الذبح قال الحمد لله الذى ما ذبح لنا رجل شك فى إيمانه. قلت. موسى بن كثير مجهول رحمه الله تعالى

موسیٰ بن ابی کثیر کی سند کے ساتھ لکھ کر بھیجا کہ موسیٰ بن ابی کثیر نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہمارے سامنے اپنی بکری نکالی تو ایک آدمی سے کہا کہ اس کو ذبح کر تو اس سے چھری پکڑی تا کہ اس کو ذبح کرے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا

امومن انت؟

کیا تو مومن ہے؟

تو اس نے کہا

انا مومن انشاء الله

میں انشاء اللہ مومن ہوں۔

تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کہ چھری مجھے دے دے اور جہاں اللہ نے تیرا مومن ہونا چاہا ہے وہاں چلا جا۔

کہتے ہیں کہ پھر ایک اور آدمی گزرا تو اس سے فرمایا

کہ تو ہماری یہ بکری ذبح کر دے

تو اس نے چھری پکڑی تا کہ اس کو ذبح کرے تو اس سے پوچھا

امومن انت؟

کیا تو مومن ہے؟

تو اس نے کہا

انا مؤمن انشاء اللہ تعالی

میں انشاء اللہ تعالٰی مومن ہوں۔

موسیٰ بن ابی کثیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے اس سے بھی چھری لے لی اور کہا جا چلا جا۔

پھر ایک اور آدمی سے کہا کہ

تو ہماری یہ بکری ذبح کر دے

تو اس نے چھری پکڑی تا کہ اس کو ذبح کرے تو اس سے پوچھا

امؤمن انت؟

کیا تو مومن ہے؟

تو اس نے کہا ہاں انا مؤمن في السر ومؤمن في العلانیہ میں اندر سے بھی مومن ہوں اور علانیہ بھی مومن ہوں۔

تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تو ذبح کر دے۔ پھر فرمایا

الحمد لله الذي ما ذبح لنا رجل شك في ايمانه

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں وہ ذات جس نے ہماری بکری ایسے آدمی سے ذبح نہیں کروائی جو اپنے ایمان میں شک کرتا ہے۔ الخ۔

توجب انا مومن کے ساتھ انشاء اللہ کہنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پسند نہیں فرمایا تو اگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو پسند نہیں کرتے تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔

قرشی نے کہا: میں کہتا ہوں کہ موسیٰ بن ابی کثیر مجہول ہے۔

علامہ کوثری اس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کہ یہ راوی مجہول نہیں ہے بلکہ وہ الانصاری ہے جو ابن المسیب سے روایت کرتا ہے۔ اگرچہ اس کی روایت ابن المسیب سے صحاح ستہ میں نہیں ہے لیکن اس کا ہم زمانہ ہونا اس کی عمر اور اس کے طبقہ کو ظاہر کرتا ہے اور سلف صالحین میں سے جنہوں نے ایمان میں (انشاء اللہ کی) استثناء کا قول کیا ہے تو انہوں نے ایسا اس لیے کیا کہ خاتمہ کا علم کسی کو نہیں (نہ جانے خاتمہ کسی حالت پر ہوتا ہے) ورنہ تو یہ استثناء یقین کے منافی ہے۔ اور ایمان یقین محکم کا نام ہے۔ واللہ اعلم [125]

---

125 مسئلہ استثناء فی الایمان

عن أبي حنيفة قال: كنا مع علقمة بن مرثد عند عطاء بن أبي رباح، فسأله علقمة ابن مرثد، فقال له: يا أبا محمد! إن ببلادنا أقواماً لا يثبتون لأنفسهم الإيمان، ويكرهون أن يقولوا: إنا مؤمنون، فقال: وما لهم لا يقولون ذلك، قال: يقولون: إنا إذا أثبتنا لأنفسنا الإيمان جعلنا أنفسنا من أهل الجنة، قال: سبحان الله! هذا من خدع الشيطان وحبائله وحيله، ألجأهم إلى أن دفعوا أعظم منة لله عليهم، وهو الإسلام، وخالفوا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، رأيت أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضي

جواب نمبر 2:

دکتور طحان حنفی رحمہ اللہ نے اس روایت کے بارے میں اپنی کتاب میں بحث کی ہے۔ جس کا نچوڑ کچھ ایسا ہے کہ:

راوی محمد بن حیویہ ابن العباس الخزاز کا سماع محمود بن غیلان سے ثابت نہیں، اور دوسرا یہ کہ راوی محمد بن حیویہ خود متساہل تھا جیسا کہ خطیب نے خود اس کے ترجمہ رقم 1139 میں ذکر کیا ہے۔ خود امام سفیاں ثوری رحمہ اللہ نے اس مسئلے پر امام صاحب کی طرف رجوع کر دیا تھا جسے جامع المسانید میں امام خوارزمی نے ذکر کیا ہے۔ [126]

عنهم يثبتون الإيمان لأنفسهم، ويذكرون ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم، فقال لهم: يقولون: إنا مؤمنون، ولا يقولون: إنا من أهل الجنة، فإن الله تعالى لو عذب أهل سماواته، وأهل أرضه لعذبهم وهو غير ظالم لهم، فقال له علقمة: يا أبا محمد! إن الله لو عذب الملائكة الذين لم يعصوه طرفة عين عذبهم وهو غير ظالم لهم، قال: نعم، فقال له: هذا عندنا عظيم، فكيف نعرف هذا، فقال له: يا ابن أخي! من هذا أضل أهل القدر، فإياك أن تقول بقولهم، فإنهم أعداء الله، والرادون على الله، أليس يقول الله تبارك وتعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم: {قل فلله الحجة البالغة فلو شاء لهداكم أجمعين} فقال له علقمة: اشرح لنا يا أبا محمد شرحاً يذهب عن قلوبنا هذه الشبهة، فقال: أليس الله تبارك وتعالى دل الملائكة على تلك الطاعة، وألهمهم إياها، وعزم لهم عليها، وصبرهم على ذلك، قال: نعم، فقال: وهذه نعم أنعم الله بها عليهم، قال: نعم، قال: فلو طالبهم بشكر هذه النعم ما قدروا على ذلك وقصروا، وكان له أن يعذبهم بتقصير الشكر وهو غير ظالم لهم.(مسند ابی حنیفہ للحارثی صفحہ ، 209، 210)

مزید تفصیل کیلئے دیکھیں

[الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة ، جلد 4 .ص 190 ، باب قول الرجل : انا مومن حقا ، باب الاستثناء فی الايمان : صفحہ 209 دار الکتب العلميه بيروت]

126 (الحافظ الخطيب البغدادي وأثره في علوم الحديث ص 313)

لہٰذا امام وکیع رحمہ اللہ کے حوالے سے امام صاحب پر اعتراض کرنا فضول ہے، نیز ولید بن أحمد الحسين الزبيري کا موقف بھی یہی ہے۔(127)

اعتراض نمبر 4:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر دو سو احادیث کی مخالفت کا الزام۔[128]

محدث فورم کے معترض نے مؤلف نتائج التقلید کی تقلید میں وہی اعتراض لکھا ہے جسکا جواب امام کوثری اور امام اہل السنہ مولانا سرفراز خان صفدر رحمہم اللہ دے چکے ہیں۔

شیخ الاسلام قاطع غیر مقلدیت ولا مذہبیت امام زاہد کوثری رحمہ اللہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ ابو حنیفہ نے انتہائی وسعت علمی سے جو فروعی مسائل نکالے ہیں، ان میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اتنے کثیر مسائل میں سے اتنی تعداد مسائل کی جتنی تعداد وکیع نے کی ہے، حدیث کے خلاف ہو۔ یہ فرض کرکے کہ ہر مسئلہ میں مستقل حدیث ہے۔

اور اگر ہر مسئلہ میں مستقل حدیث نہ ہو بلکہ ایک مسئلہ میں کئی کئی احادیث ہو سکتی ہیں بلکہ ان میں سے بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان میں ہر مسئلہ میں دس دس احادیث بھی پائی جاتی ہیں جیسا کہ قراءة خلف الامام یا رفع اليدين في الركوع وغیرہ جیسے مسائل ہیں تو مسائل کی تعداد ان

---

127 (الموسوعة الميسرة في تراجم أئمة التفسير والإقراء والنحو واللغة، ص 2783)

128 أخبرنا ابن رزق، حدثني عثمان بن عمر بن خفيف الدراج، حدثنا محمد ابن إسماعيل البصلاني وأخبرنا البرقاني قال: قرأت على أبي حفص بن الزيات حدثكم عمر بن محمد الكاغدي قالا حدثنا أبو السائب قال: سمعت وكيعا يقول: وجدنا أبا حنيفة خالف مائتي حديث (تاريخ بغداد ت بشار 536/15)

احادیث کے مقابل میں بہت کم تعداد کی طرف اتر آئے گی۔ اور امام کا حق باقی رہے گا کہ اس عدد میں بھی ایسے انداز سے اپنی دلیل پیش کرے گا کہ اس کی خطاء ظاہر نہ ہو گی بلکہ وہ یقیناً روایات کے اندر پائی جانے والی علت بیان کریں گے اور روایات کو جمع کرنا پایا جاتا ہو گا۔

اور انہوں نے کسی صریح صحیح حدیث کی مخالفت نہیں کی جو ان کو پہنچی ہو۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اخبار کو قبول کرنے کی شرائط آئمہ کے ہاں مختلف ہیں۔ پس بعض دفعہ ایک امام کے ہاں وہ صحیح ہوتی ہے اور دوسرے کے ہاں صحیح نہیں ہوتی۔ اور اس میں کوئی مانع نہیں ان لوگوں کے ہاں جو اجتہاد کے مواقع کو پہچانتے ہیں۔

اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی کے ہاں ان احادیث کو لینا ہوتا ہے (جبکہ وہ اس کی شرائط کے مطابق ہو) اور دوسروں کے ہاں ان کو نہیں لیا جاتا اس لیے کہ وہ اس کی شرائط کے مطابق نہیں ہوتی اس اعتبار سے کہ اس کے ہاں قبول کرنے کی شرائط اس حدیث میں جمع ہیں دوسروں کے نزدیک نہیں۔

اور جن احادیث میں اس امام کے ہاں قبول کی شرائط جمع نہ ہوں اس کو چھوڑ دینا یا کسی دوسری حدیث کو ترجیح دینا ان دلائل کی وجہ سے جو اس کے سامنے ظاہر ہوئے ہوں یا اس حدیث میں اس کے ہاں کوئی علت ظاہر ہوئی اور وہ علت دوسروں کے ہاں نہ سمجھی جاتی ہو۔ تو اس لحاظ سے یہ تعداد دو سو پر نہیں ٹھرتی (بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو گی) اور وکیع اگر ان احادیث کو ذکر کر دیتے تو تب بھی اس کے کلام میں کوئی ایسی بات نہیں کہ مخالف اس کی وجہ سے خوش ہوتا تو کیسے خوش ہو سکتا ہے جبکہ انہوں نے ان احادیث کو ذکر ہی نہیں کیا۔

اور وکیع تو ابو حنیفہ کے جلیل القدر ساتھیوں میں سے ہیں۔ خطیب نے ص 501 میں الصیمری عمر بن ابراھیم المقرئی - مکرم - علی بن الحسین بن حبان عن ابیہ کی سند نقل کر کے کہا کہ علی کے باپ الحسین بن حبان نے کہا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے وکیع بن الجراح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

اس سے کہا گیا کہ ابن المبارک بھی نہیں تو انہوں نے کہا کہ ابن المبارک کی اپنی فضیلت ہے لیکن میں نے وکیع سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔ وہ قبلہ کی جانب منہ کر لیتے اور حدیث یاد کرتے رہتے تھے اور رات کو قیام کرتے تھے اور مسلسل روزے رکھتے تھے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق فتوٰی دیتے تھے۔ اور بے شک اس نے اس سے بہت سی چیزیں سنی ہیں۔ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے قول کے مطابق فتوٰی دیتے تھے۔ الخ۔

اور اسی کے مثل یحیی بن معین سے الدوری کی روایت میں ہے۔ یاد رہے یہاں بقول ابی حنیفہ قول یہاں مصدر ہے اور مضاف ہے جو کہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔

اگرچہ تحفہ الاحوذی والا اس سے بے خبر ہے اور اس کی غیر معقول باتوں کی طرف پہلے اشارہ ہو چکا ہے اور علم کی امانت وکیع پر تقاضہ کرتی ہے کہ وہی ذکر کرے جو اس کے سامنے ظاہر ہوا اور بے شک اس نے وہی کہا۔

اگر اس کی جانب منسوب بات صحیح ہو تب بھی اس کلام پر نہ تو کوئی غبار ہے اور نہ اس میں کوئی تعجب ہے۔ لیکن تعجب کی بات وہ ہے جو خطیب نے ذکر کی۔ پہلے کہا کہ ابو حنیفہ نے چار سو احادیث کی مخالفت کی اور ذکر صرف چار حدیثیں کیں اور ان میں سے کسی ایک میں بھی اس کے لیے حجت نہیں ہے۔

پھر اس سے نیچے اترا اور روایت کی کہ بے شک اس نے دو سو احادیث کی مخالفت کی ہے اور مخالفت کی کوئی مثال پیش نہیں کی۔ پس یہ روایت بھی اور وہ بھی مخالف کو ذرا بھر فائدہ نہیں دیتی۔ اور اگر وہ دونوں روایتوں میں ذکر کر دیتا کہ وہ احادیث کون سی ہیں جن کی مخالفت ابو حنیفہ نے کی ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں ایک خاص باب میں ایک سو پچیس کے قریب حدیثیں جمع کی ہیں تو یہ قول اور وہ قول دونوں غور و خوض اور لینے اور رد کرنے کے لائق ہوتے جیسا کہ انہوں نے ابن ابی شیبہ کے ساتھ کیا۔

اور بہر حال دونوں روایتوں میں جو کور چشمی ہے اس کے ہوتے ہوئے ان دونوں روایتوں کے متعلق بحث کرنے کی گنجائش نہیں مگر اسی قدر جو ہم نے ذکر کر دی ہے۔

اور یہاں ایک عجیب بات محمد بن حبان سے ہے جو فلسفی اور جرح و تعدیل والوں میں سے ہے۔

اس نے اس کلام میں جو وکیع کی طرف منسوب کی گئی ہے اس میں اضافہ کیا اور رائے میں تصرف کیا اور اپنی کتاب الضعفاء میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں کہا کہ

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فی نفسہ تو بڑی شان والے تھے کہ جھوٹ بولتے لیکن حدیث اس کے بس میں نہ تھی۔

پس وہ روایت کرتے تو غلطی کرتے اس انداز سے کہ ان کو معلوم ہی نہ ہوتا اور اسناد کو اس انداز سے پلٹ دیتے کہ ان کو سمجھ ہی نہ آتی تھی۔ اس نے دو سو کے قریب احادیث بیان کیں تو ان میں سے صرف چار درست بیان کیں اور باقی میں یا تو ان کی سند پلٹ دی یا ان کے متن کو بدل دیا۔ اسی طرح کا قول ابن خزیمہ کے مؤلف نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کے بارہ میں کیا ہے۔

جن کے علم و فقہ اور حفظ کے سامنے گردنیں جھک جاتی ہیں اور ان کے بارہ میں مشہور ہے کہ وہ کسی ایسے راوی کے لیے روایت کو جائز ہی نہ سمجھتے تھے جس پر ایک لمحہ کے لیے نسیان طاری ہوا ہو۔ اور اس روایت کا حفظ اس کے پاس روایت لینے کے وقت سے لے کر آگے اس کو دوسرے تک پہنچانے تک نہ ہو۔ اور اسی طرح وہ کسی راوی کے لیے لکھی ہوئی روایت کے مطابق اس وقت تک روایت جائز نہیں سمجھتے تھے خواہ اس نے خود لکھی ہو جب تک وہ اس کی روایت ذکر نہ کرے جیسا کہ قاضی عیاض کے الالمام وغیرہ میں ہے۔

اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے مجہول لوگوں کو ثقات کے زمرہ میں شمار نہ کرتے تھے جن کے احوال پڑھے پڑھائے نہ جاتے ہوں۔ جیسا کہ بہت عرصہ بعد زمانہ میں ابن حبان اپنے شیخ کی پیروی کرتے ہوئے کرتے تھے بلکہ وہ ان راویوں کے احوال پڑھتے پڑھاتے تھے جو اس کے اور صحابہ کے درمیان تھے پھر جس کو قبول کے قابل سمجھتے اس کی روایت قبول کرتے اور دوسروں کی رد کر دیتے۔ اور ان کے اور صحابی کے درمیان اکثر ایک یا دو ہی راوی ہوتے تھے۔ پس اس جیسے آدمی پر بہت ہی آسان ہے کہ ان کے احوال کی معرفت میں بیدار ہو۔

اور یہ بات تو ان سے تواتر سے ثابت ہے کہ وہ ایک رکعت میں قرآن کریم ختم کر دیتے تھے اور یہ ان کے حافظہ کے قوی ہونے کی دلیل ہے۔

پس ابن حبان فلسفی جو جرح و تعدیل والوں میں سے ہے وہ اس عظیم امام کو جس کی ذہانت اور یادداشت زمین کے مشارق اور مغارب میں ضرب المثل ہے۔ اس کو اپنے ساتھیوں میں سے ایسے بے خبر آدمیوں کی طرح قرار دیتا ہے جو جامد قسم کے راوی ہیں۔ (یعنی صرف الفاظ پر نظر رکھنے والے

اور معانی سے بے خبر) اور اس کی کلام میں حقیقت کی ذرا سی بو بھی نہیں ہے۔ اور یقینی بات ہے کہ یہ تو تعصب کی ایک قسم ہے۔

اور ابن حبان کے بارہ میں کلام طویل ہے اور کم از کم جو اس کے بارہ میں کہا گیا ہے وہ ابن الصلاح کا قول ہے کہ وہ اپنے تصرف میں بہت فحش قسم کی غلطیاں کرنے والا ہے۔ اور ذہبی نے اس کے بارہ میں کہا کہ وہ فساد میں ڈالنے والا اور طعن دینے والا تھا۔

اور جن باتوں میں اس پر گرفت کی گئی ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے بہت سے لوگوں کو ثقات میں ذکر کیا۔ پھر دوبارہ ان ہی لوگوں کو مجروح راویوں میں ذکر کیا اور ان کے ضعیف ہونے کا دعوٰی کیا۔ اور یہ اس کا تناقض اور اس کی غفلت کی وجہ سے ہے۔ اور کئی جگہ آپ دیکھیں گے کہ ایک ہی آدمی کو دو طبقوں میں شمار کر دیتا ہے۔ یہ وہم کرتے ہوئے کہ یہ دو آدمی ہیں۔ اور اس کا انداز توثیق میں سب سے کمزور ہے۔

اگرچہ اس بارہ میں اس کا شیخ ابن خزیمہ اس سے بھی سبقت لے گیا ہے اور وہ تعصب میں بہت کمینہ پن اختیار کرنے والا ہے۔ انتہائی ضد اور حقیر تساہل کو جمع کرنے والا ہے۔ ایک جگہ میں کچھ اور دوسری جگہ میں کچھ اور لکھتا ہے۔ اور بعض حضرات نے اس کو کمزور دین والا قرار دیا ہے یہاں تک کہ بعض نے اس کو زندقہ (بے دینی) کی طرف منسوب کیا ہے۔ کیونکہ اس کا نبوت کے بارہ میں نظریہ یہ تھا کہ بے شک وہ علم اور عمل ہے۔ تفصیل کے لیے اس کا ترجمہ میزان الاعتدال اور معجم یاقوت اور ابن الجوزی کی کتاب المنتظم میں دیکھیں۔

ان سے کمینہ پن اور بدترین قسم کے تصرف میں اس آدمی کا حال واضح ہو جائے گا۔ ہم رسوائی سے اللہ تعالی کی پناہ میں آتے ہیں۔

امام اہل السنہ مولانا سرفراز خان صفدر رح نے وکیع رح کی حنفیت پر محققانہ بحث اپنی کتاب مقام ابی حنیفہ میں کی ہے۔(ص221)

آپ لکھتے ہیں

"مؤلف نتائج التقلید نے امام وکیع بن الجراح کو حنفیت اور تقلید کے دائرہ سے خارج کرنے کے لیے عجیب قسم کے پاپڑ بیلے ہیں اور مداری کی طرح انوکھی قسم کی شعبدہ بازی دکھائی ہے۔ یہ بحث تو انشاء اللہ العزیز اپنے مقام پر آئے گی کہ امام وکیع بن الجراح مقلد تھے یا غیر مقلد حنفی تھے یا غیر حنفی؟ یہاں ان کا اعتراض خود ان کے اپنے الفاظ میں سن لیجئے اور پھر اس کا جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں

"کیونکہ تاریخ بغداد وغیرہ میں ہے

عن وکیع بن الجراح قال : وجدت أبا حنیفة خالف مائتي حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم

ابو سائب کہتے ہیں کہ میں نے وکیع جیسے جلیل القدر امام حدیث کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنی نظر میں کم از کم امام ابو حنیفہ کو دوسو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرنے والا پایا ہے۔

فتح الملہم شرح مسلم کے حاشیہ پر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

کاش کہ دوسو احادیث میں سے کسی ایک ہی حدیث سے انکار کا حوالہ و ثبوت ذکر کیا ہوتا الخ[129]

---

129 (نتائج التقلید ص 108 109 بلفظه)

اور حاشیہ پر لکھا ہے کہ:

عثمانی صاحب اگر مصنف ابن ابی شیبہ کا جزء رد ابی حنیفۃ دیکھ لیتے تو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی (انتہی بلفظہ)

ان عبارات سے مؤلف مذکور کا اصل معنی تو صرف اس قدر ہے کہ امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کیونکر مقلد اور حنفی ہو سکتے ہیں جب کہ وہ کم از کم دو سو روایات میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو مخالف حدیث بتارہے ہیں، یہ معلوم نہیں کہ مؤلف نے کم از کم کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ عربی عبارت میں تو کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا ترجمہ کم از کم ہو مگر خیر ہماری بلا سے، مؤلف جانے اور اس کی شعبدہ بازی۔

اب یہاں مرکزی نقطے دو ہیں

1. کہ بقول امام وکیع بن الجراح، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کم از کم دو سو احادیث کی مخالفت کی ہے۔
2. عثمانی صاحب تو ایک حدیث کے متلاشی ہیں مگر مصنف ابن ابی شیبہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے رد میں مستقل جزء موجود ہے۔

پہلی شق کا جواب:

مؤلف مذکور کا اس سے استدلال چند وجوہ سے باطل ہے۔

اولاً:

اس لئے کہ اسکی سند میں الساجی ہے۔ علامہ ذھبي رحمہ اللہ ان کے بارے میں أحد الأثبات ما علمت فيه جرحا أصلا (ميزان الاعتدال از امام الذهبي ج: 2 ص: 79) کہتے ہوئے بھی امام ابوالحسن بن القطان سے نقل کرتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ان کی توثیق اور بعض نے ان کی تضعیف کی ہے۔[130]

امام ابو بکر رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر لکھا ہے کہ: "نہ وہ مامون ہے اور نہ ثقہ" (بحواله مقدمه نصب الرأيه ص٥٨) اور یہ تصریح بھی ان کے متعلق موجود ہے کہ:۔

وہ لوگوں کی پگڑیاں اچھالا کرتے تھے اور مجہول راویوں سے منکر روایتیں بیان کرنے میں متفرد ہوتے تھے۔ ان کا تعصب بالکل ظاہر ہے۔ ابن قطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک قوم نے ان کو ثقہ اور دوسروں نے ان کو ضعیف کہا ہے اور ابن حبان کا کلام نجیرمی رح کی روایت سے کتاب الانساب علامہ ابن سمعانی رح میں مذکور ہے۔[131]

اگر ہم ان کی تضعیف سے صرف نظر بھی کرلیں اور انکو ثقہ بھی تسلیم کرلیں جیسا کہ حافظ ابن حجر کی رائے ہے۔[132] تب بھی ان کا تعصب خصوصیت سے احناف کے بارے میں چھپی ڈھکی

---

130 وقال أبو الحسن بن القطان: مختلف فيه في الحديث.وثقه قوم وضعفه آخرون (ميزان ج٢. ص٧٩)

131 هامش تاريخ بغداد ج 13 ص 325

132 ملاحظہ ہو(لسان ج٢ ص ٤٨٨)

بات نہیں ہے۔مقدمہ فتح الملهم ص ۷۰ اور مقدمہ نصب الرأیه ص۵۸ میں ان کے تعصب کا خصوصیت سے ذکر موجود ہے۔

وتعصبه البارد مما لایطاق

ظاہر بات ہے کہ ایسے تعصب کی روایت کیونکر قبول ہو سکتی ہے؟

امام ابن عبد البر رح فرماتے ہیں:

"امام ساجی حنفیوں سے چڑتے تھے"[133]

امام تاج الدین سبکي الشافعي المتوفی۷۷۷ھضابطہ بیان کرتے ہیں کہ

"بلکہ درست بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جس کی امامت وعدالت ثابت ہو اور اس کی مدح اور صفائی بیان کرنے والے زیادہ اور ان پر جرح کرنے والے کم ہوں اور وہاں کوئی قرینہ بھی موجود ہو جو دلالت کرتا ہو کہ جرح تعصبِ مذہبی وغیرہ کی وجہ سے ہے تو ہم اس کے بارے میں جرح کو قابل التفات نہیں سمجھیں گے اور ہم ان کو عادل ہی کہیں گے۔ ورنہ اگر ہم یہ دروازہ کھول دیں یا ہم جروح کو علی الاطلاق مقدم سمجھیں تو آئمہ میں سے کون بچ سکتا ہے؟ کیونکہ کوئی امام ایسا نہیں جن میں طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو یا ان میں ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوئے ہوں۔[134]

پھر اسی صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں

133 (الانتقأ ص 150)

134 (طبقات الشافعية الکبری ص۱۸۸ طبع مصر)

"لیکن ضابطہ یہ ہے جو ہم کہہ رہے ہیں کہ جس کی عدالت ثابت ہو اس کے بارے میں اس شخص کی بات قابل التفات ہی نہیں جس سے متعلق قرائن یہ شہادت دیتے ہوں کہ وہ زیادتی یا تعصب مذہبی وغیرہ کی وجہ سے الزام قائم کرتا ہے"۔[135]

ان ٹھوس اقتباسات کے پیش نظر تعصب مذہبی کے تحت کلام کرنے والے الساجی ہوں یا کوئی اور ہوں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں کلام کریں یا کسی اور امام کے بارے میں جن کی امامت و عدالت ثابت ہو چکی ہو اور ان کی مدح و تعریف بیان کرنے والے زیادہ اور جرح کرنے والے کم اور متعصب ہوں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

وثانیاً:

اگر امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ کی یہ روایت صحیح بھی تسلیم کر لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے جب انہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسائل کو بغور نہیں دیکھا ہو گا یہ رائے قائم کی ہو گی، مگر جب نظر دقیق کے ساتھ ان کے بیان کردہ مسائل کا جائزہ لیا ہو گا تو ان کی رائے بدل گئی ہو گی یہی وجہ ہے کہ وہ بالآخر امام صاحب کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ انہوں نے ان کی تقلید کو اپنے گلے کا ہار بنا لیا تھا۔

امام وکیع رحمہ اللہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توثیق:

غیر مقلد اہل حدیث جب کسی اور طریقے اپنے مذموم مقصد میں کامیابی حاصل نہ کر پائے تو اسلاف کے بے ادب مزعوم محققوں نے یہ واویلا شروع کر دیا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ

---

135 (حوالہ ایضاً)

دینے سے یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ ان کے نزدیک ثقہ تھے۔ امام ابو حنیفہ رح کی ثقاہت پر آج تک بیسیوں جوابات دیے جاچکے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں امام صاحب کی تعریف و توصیف میں کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔[136]

لیکن غیر مقلدیت کا دوسرا نام ہٹ دھرمی اور نفس پرستی ہے۔ غیر مقلد زہر کا پیالہ پی لیں گیں یہ حقیقت تسلیم نہیں کریں گیں۔

لیکن ہم اپنے انصاف پسند قارئین کی خاطر امام صاحب کی ثقاہت پر چند جوابات دینا پسند کریں گے۔

سب سے پہلے غیر مقلدوں کا اعتراض پڑھیں۔ محدث فورم پر لکھتے ہیں:

"اگر ہم اس قول کو تسلیم بھی کرلیں تو امام وکیع کے ابو حنیفہ کے قول پر فتوٰی دینے سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ امام وکیع نے ابو حنیفہ کے توثیق کی ہے؟ زیادہ سے زیادہ یہ قول صرف یہ ثابت کرتا ہے کہ امام وکیع کے نزدیک امام ابو حنیفہ ایک فقیہ تھے، لیکن اس سے ثقاہت کہاں ثابت ہوتی ہےِ؟"

موصوف کی عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں

---

136 دفاع احناف لائبریری پر امام صاحب کی تعریف وتوثیق پر 100 سے زائد کتب موجود ہیں الحمد اللہ

https://play.google.com/store/apps/details?id=com.blogvali.al_noman

1. موصوف امام وکیع کی حنفیت پر پہلے نفی فرمارہے تھے لیکن اب امام وکیع رحمہ اللہ کی حنفیت کی طرف مائل ہورہے ہیں۔(موصوف کاپہلے دعوٰی تھا کہ امام وکیع رح کاامام صاحب کے قول پر فتوٰی دینے والی روایت ہی منکر شاذ اور ضعیف ہے)
2. موصوف امام وکیع رحمہ اللہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توثیق سے لاعلم ہیں۔
3. موصوف کانہایت مضحکہ انگیز انکشاف ہے کہ کسی کے قول پر فتوٰی دینے سے لازم نہیں آتا کہ وہ اس کو ثقہ بھی مانتا ہے۔

شق اول کاجواب ہم باب دوم کے آغاز میں 30 حوالہ جات سے دے چکے ہیں اور موصوف بھی اب قائل ہوگئے۔

شق دوم کا جواب

یہ ہے کہ امام وکیع رحمہ اللہ سے امام صاحب کی توثیق ثابت ہے۔ امام وکیع رح اپنے نزدیک صرف ثقہ راوی سے روایت لیتے ہیں۔[137] اور آپ نے امام اعظم رح سے روایت کی ہے۔[138]

---

137 (دراسات حديثية متعلقة بمن لا يروي إلا عن ثقة مع ذكر أسماء من وصف بذلك من الرواة ص 373)

138 (جیسا کہ ہم نے صرف ایک روایت باب اول کے آخر میں ذکر کی ہے) مفصل بحث کیلئے دیکھیں الاجماع شمارہ 20 ص 27 تا 34 جس میں امام صاحب کی ثقاہت میں سیر حاصل بحث ہے۔

شق سوم

کا ہم یہاں پہ تفصیلی جواب دیتے ہیں کہ موصوف اپنی طرف سے یہ مضحکہ انگیز دعوٰی کرتے ہیں کہ کسی کے قول پر فتوٰی دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے نزدیک وہ ثقہ ہے اور موصوف یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں کہ وکیع رح کو امام صاحب کی حدیث پر اعتماد نہ تھا۔

جواب نمبر 1:

ہم یہ کہتے ہیں کہ امام الحدیث امام الجرح والتعدیل امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر فتوٰی دیا ہے۔ جب جرح وتعدیل کا اتنا بڑا امام، فتوٰی دینے میں امام ابو حنیفہ رح کا محتاج ہے تو اسکی وجہ وہی ہے جو امام ترمذی رح نے بیان کی ہے کہ فقہاء کرام احادیث کے معانی ومطالب زیادہ جانتے ہیں۔[139]

پس وکیع بن جراح رح کا امام اعظم رح پر اعتماد ثابت ہوا۔

جواب نمبر 2۔

جب کوئی مفتی کسی کے قول پر فتوٰی دیتا ہے تو وہ اس پر اعتماد کر کے فتوٰی دیتا ہے جیسا کہ غیر مقلد اہلحدیث بھی اس بات پر ہم سے متفق ہیں۔ اگر وکیع رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لائق اعتماد نہ گردانتے تو انکے قول پر فتوٰی کیوں دیتے؟

---

139 (جامع الترمذی 193/1 باب غسل المیت)

اگر امام صاحب حدیث میں ضعیف تھے ثقہ نہ تھے تو حدیث کو معانی و مطالب کیسے بہتر جانتے تھے ؟لہذا وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں حدیث کے معانی و مطالب اور اس سے استنباط مسائل میں کمال درجہ مہارت رکھتے ہیں۔اسی وجہ سے وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر فتوٰی دیا۔

غیر مقلد اہلحدیث کو عام دعوت:

غیر مقلدوں سے ہمارا یہ سوال ہیکہ اگر امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے پھر بھی ان کے اقوال پر فتوٰی دیتے تھے تو کیا آپ لوگ امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ علم والے ہیں ؟

یقیناً نہیں

تو جب امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ سے آپ زیادہ علم والے نہیں ہیں تو آپ کو چاہیے کہ آپ بھی امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کی طرح امام ابو حنیفہ رح کے قول پر ہی فتوٰی دیں کیونکہ

1. بقول آپ کے اکثر لوگوں کے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ نہیں۔
2. آپ کے بقول وکیع رح کے نزدیک بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ نہیں۔
3. آپکے بقول وکیع رحمۃ اللہ علیہ فتوٰی امام صاحب کے قول پر دیتے تھے۔

جب امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ و امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہوتے ہوئے بھی بقول آپکے غیر ثقہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ استفادہ کر رہے ہیں تو آپ کو بھی عام دعوت ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی۔

نکتہ:

یہ الزامی جواب ہے اور غیر مقلد جو انگریز دور کی پیداوار ہیں ان کا تابعی جلیل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو غیر ثقہ کہنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہو سکتی کیونکہ امام صاحب کی امامت و عدالت حد تواتر کو پہنچ چکی ہے۔ (140)

140 امام ابو حنیفہ رح کی تابعیت کے بارے میں غیر مقلد شکوک و شبہات پھیلاتے ہیں جنکا دندان شکن جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ دیکھیں امام ابو حنیفہ رح کی تابعیت از مولانا عبد الشہید نعمانی، امام ابو حنیفہ کا شرف تابعیت از مولانا ظہور الحسینی، الاجماع شمارہ 2

اسکینز

اسکین 1

صفحہ 13 حاشیہ 2

۴۵۲

حضرت شاہ عین الحق کی ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔
کمیٹی نے پوری تحقیقات کے بعد اس پر ایک جامع محاکمہ لکھا۔ جو "فیصلہ آرہ" کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے:
"اربعین کی چالیس اغلاط میں سے صرف چودہ تعاقب صحیح ہیں۔ اور ان چودہ اغلاط کی وجہ سے مولوی ثناء اللہ جماعت اہل حدیث سے خارج نہیں ہو سکتے۔"
اس فیصلہ پر ایک حد تک فضا میں کچھ سکون پیدا ہو گیا کیونکہ علمائے غزنوی جو اس سلسلہ میں پیش پیش تھے صاحب اثر ضرور تھے، مگر صاحب قلم نہ تھے اس گروہ میں صاحب قلم مولانا محمد حسین بٹالوی مدیر "اشاعت السنۃ" تھے۔ یا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: شیخ امیر علی بن مقصود علی تھا۔ سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔ بچپن میں والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا تو آپ اپنے ماموں کے پاس ڈیانواں چلے گئے۔ وہیں تعلیم و تربیت پائی اور وہیں اقامت اختیار کر لی اور میاں صاحب مرحوم دہلوی اور شیخ حسین عرب سے اجازت عامہ حاصل تھی، تصانیف کے علاوہ فتاویٰ نویسی میں زیادہ شہرت پائی تھی۔ غفر اللہ لہ

حاشیہ صفحہ ھذا: ۱ افسوس کہ خادم کو آپ کے حالات نہیں مل سکے۔ آپ بھی نمایاں شخصیت کے مالک ہے۔ اور جماعت کے لیے درخشاں آفتاب تھے۔ (خادم)
۲ آپ کا وطن بٹالہ تھا۔ مگر قیام زیادہ تر لاہور ہی میں رہا پہلے بھاٹی گیٹ کی مسجد میں اقامت اختیار فرمائی، پھر چینیانوالی مسجد میں آ گئے۔ لاہور میں آٹھ تراویح کی ترویج آپ ہی سے ہوئی۔ "اشاعۃ السنۃ" کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی، لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم (باقی بر صفحہ آئندہ)

سیرت ثنائی

سوانح حیات

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ

مکتبہ قدوسیہ 8 اردو بازار لاہور

اسکین 2

صفحہ 32 حاشیہ 42

كتاب

المعين في طبقات المحدثين

تأليف

الشيخ العلامة شيخ الحفاظ علم الرواة والمحدثين

شمس الدين الذهبي

المتوفى ٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

تحقيق

الدكتور همام عبد الرحيم سعيد

دار الفرقان

(٥٣٩) مُطَرِّف بن طريف.
(٥٤٠) المغيرة بن زياد الموصلي.
(٥٤١) المغيرة بن مِقْسَم.
(٥٤٢) مقاتل بن حَيّان البلخي.
(٥٤٣) طلحة بن عمرو المكي صاحب عطاء، أملى من حفظه ألوفاً.
(٥٤٤) مقاتل بن سليمان المفسِّر.
(٥٤٥) موسى بن عقبة صاحب المغازي. / (١٠/أ)
(٥٤٦) أبو حنيفة النعمان بن ثابت فقيه الكوفة.
(٥٤٧) هشام بن حسان.
(٥٤٨) هشام بن عروة.
(٥٤٩) هشام بن الغاز.
(٥٥٠) يحيى بن الحارث الذّماري.
(٥٥١) يحيى بن سعيد الأنصاري.
(٥٥٢) يحيى بن سعيد أبو حيان التيمي.
(٥٥٣) يزيد بن أبي زياد الكوفي.

---

(٥٣٩) ثقة فاضل، (ت ١٤١) تقريب (٢/٢٥٣).
(٥٤٠) صدوق، له أوهام، (ت ١٥٢) تقريب (٢/٢٦٨).
(٥٤١) ثقة متقن، إلا أنه كان يُدَلِّس، (ت ١٣٦) تقريب (٢/٢٧٠).
(٥٤٢) صدوق فاضل، مات قبل الخمسين ومائة، تقريب (٢/٢٧٢).
(٥٤٣) متروك، (ت ١٥٢) تقريب (٢/٣٧٩). قال الذهبي عن قصته المتضمنة (إنه أملى ألوفاً من حفظه): في نفسي منها شيء، ميزان الاعتدال (٢/٣٤١).
(٥٤٤) اتهم بالكذب، وقال ابن المبارك، ما أحسن تفسيره لوكان ثقة، وقال الجوزجاني: كان دجالاً جسوراً، (ت ١٥٠) ميزان الاعتدال (٤/١٧٣).
(٥٤٥) ثقة حجة، من صغار التابعين، ميزان الإعتدال (٤/٢١٤).
(٥٤٦) (ت ١٥٠) الإمام، تقريب (٢/٣٠٣).
(٥٤٧) القُرْدُوسي، ثقة، من أثبت الناس في ابن سيرين. (ت ١٤٧) تقريب (٢/٣١٨).
(٥٤٨) ثقة فقيه، ربما دلّس، (ت ١٤٥) تقريب (٢/٣١٩).
(٥٤٩) ثقة، مات سنة بضع وخمسين ومائة، تقريب (٢/٣٢١).
(٥٥٠) ثقة، (ت ١٤٥) تقريب (٢/٣٤٤).
(٥٥١) ثقة، (ت ١٤٤) تقريب (٢/٣٤٨).
(٥٥٢) ثقة عابد، (ت ١٤٥) تقريب (٢/٣٤٨).
(٥٥٣) ضعيف. كبر متغير فصار يَتَلَقَّن. (ت ١٣٦) تقريب (٢/٣٦٤).

٥٧

اسکین 3

صفحہ 44 حاشیہ 68

الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء

مالك بن أنس الأصبحي المدني
ومحمد بن إدريس الشافعي المطلبي
وأبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي

وعيون أخبارهم الشاهدة بإمامتهم وفضلهم في آدابهم وعلمهم

للإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبد البر الأندلسي
ولد سنة ٣٦٨ وتوفي سنة ٤٦٣ رحمه الله تعالى

اعتنى به
عبد الفتاح أبو غدة

٤٩ ــ / باب ذكر مولد أبي حنيفة ونسبه وسنه رحمه الله:

حدثنا عبد الوارث بن سفيان، قال قاسم بن أصبغ، قال: نا أبو بكر ابن أبي خيثمة أحمد بن زهير، قال: سمعتُ أبي يقول: أبو حنيفة: النُّعمانُ بن ثابت.

قال أبو بكر: وسمعتُ محمد بن يزيد يقول: أبو حنيفة مَولَى بني تَيْم الله بن ثعلبة.

قال أحمد بن زهير وأخبرنا المدائني قال: أبو حنيفة النعمانُ بن ثابت مولىً لبني تَيْم الله بن ثعلبة.

وحدثنا أبو العَاصِي[١] حَكَم بن مُنْذر بن سعيد بن عبد الله رحمه الله،

وكان يقال: يُستدل على نباهةِ الرجل من الماضين، بتبايُنِ الناس فيه، قالوا: ألا ترى إلى علي بن أبي طالب رضي الله عنه، أنه هلك فيه فتتانِ: محبٌّ أفرَطَ، ومبغضٌ فَرَّط. وهذه صفةُ أهل النباهة، ومن بَلَغ في الدين والفضل الغايةَ. والله أعلم».

ثم قال ابنُ عبد البر في (باب حُكم قولِ بعضِ العلماءِ بعضِهم في بعض) ٢:١٥٢ و ١٦٢: «وقولُ الأئمةِ الجِلَّةِ الثقاتِ السادةِ بعضِهم في بعض: مما يجبُ أن لا يُلتَفَت فيهِم إليه، ولا يُعَرَّجَ عليه. ومن لم يَحفظَ من أخبارِهم إلاَّ ما بَدَر من بعضِهم في بعض، على الحَسدِ والهَفَوات، والغضبِ والشَّهَوات، دُونَ أن يُعنَى بفضائلهم، ويَروِيَ مناقبَهم: حُرِمَ التوفيقَ، ودَخَلَ في الغيبةِ، وحاد عن الطريق. جَعَلنا الله وإياك ممن يَستمعُ القولَ

الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء

مالك بن أنس الأصبحي المدني
ومحمد بن إدريس الشافعي المطلبي
وأبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي

وعيون أخبارهم الشاهدة بإمامتهم وفضلهم في آدابهم وعلمهم

للإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبد البر الأندلسي
ولد سنة ٣٦٨ وتوفي سنة ٤٦٣ رحمه الله تعالى

اعتنى به
عبد الفتاح أبو غدة

قال: أنا أبو يعقوب يوسف بن أحمد بن يوسف المكي الصيدلاني بمكة رحمه الله[١]، قال نا أبو علي عبد الله بن أبي رجاء، قال: نا أبو زُرعة

= ولَدُ قاضي الجماعة منذر بن سعيد. روى عن أبيه، وعن أبي علي البغدادي ــ أي أبي علي القالي ــ، وغيرِهما، ورحل إلى المشرق، وأَخَذ بمكة عن أبي يعقوب بن الدَّخيل وغيرِه. روى عنه أبو عُمَر بن عبد البر، وأبو عُمَر بن سُمَيق، والبشكلاوي، وغيرُهم. كان من أهل المعرفة والذكاء، متقدَ الذهن، طَوْدَ علم في الأدب لا يجارى، سكن طُلَيْطِلَة مدةً، توفي بمدينةِ سالم في نحو سنة عشرين وأربع مئة». انتهى.

وترجم الشيخ ابن بَشْكُوال في كتابه هذا لمن اسمُه (حَكَم)، فكانوا خمسة ــ ومنهم حَكَمُ بن منذر ــ كلُّهم يكنون: أبا العَاصِي، فقد عُرفت هذه الكنية مع هذا الاسم مقترنة به، فكلُّ حَكَمٍ عندهم: أبو العاصي أو أبو العاص. كما يكنى كلُّ عُمَر: أبا حفص، وكل يوسف: أبا المحاسن، وقد يشذُّ هذا أحياناً.

(١) هو الحافظ المحدِّثُ المشهور بابن الدَّخِيل، ترجم له تقي الدين الفاسي رحمه الله تعالى، في «العقد الثمين في تاريخ البلد الأمين» ــ مكة المكرمة ــ ٧:٤٨٢، ووقع

اسکین 4

صفحہ 45 حاشیہ

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

① مرسل ہے۔

② ابو ہمام (راوی) کا تعین نامعلوم ہے۔ شعب الایمان (طبع جدید) کے محقق مختار احمد ندوی نے ابو ہمام کو ابو ہشام (محمد بن نصر بن سعید الکرمانی) قرار دے کر کہا: مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔ (ج ۱۲ ص ۵۷ ح ۹۰۱۸)

امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجری (متوفی ۳۶۰ھ) نے کہا: ''حدثنا أبو الفضل العباس ابن يوسف الشكلي قال: حدثنا أحمد بن سفيان المصرى قال: حدثنا يحي ابن عبدالله بن بكير المخزومي قال: حدثنا الليث بن سعد قال: حدثني هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ:

((من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام .)) ''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی بدعتی کی عزت کی تو اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔ (کتاب الشریعۃ طبع جدید ص ۹۶۲ ح ۲۰۴۰)

اس حدیث کے راویوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

① ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

② عروہ بن الزبیر: ثقة فقيه مشهور . (تقریب التہذیب: ۴۵۶۱)

③ ہشام بن عروہ: ثقة إمام فى الحديث . (کتاب الجرح والتعدیل ۹/۶۴)

وهو بريءٌ من التدليس .

④ لیث بن سعد: ثقة ثبت فقيه إمام مشهور. (تقریب التہذیب: ۵۶۸۴)

یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر: ثقة فى الليث إلخ . (تقریب التہذیب: ۷۵۸۰)

⑤ احمد بن سفیان النسائی: صدوق مصنف . (تقریب التہذیب: ۴۲)

⑥ عباس بن یوسف الشکلی: مقبول الرواية . [اس کی روایت مقبول ہے]

(تاریخ الاسلام للذہبی ۲۳/۴۷۹، الوافی بالوفیات ۱۶/۳۷۳)

ذہبی اور صفدی کی توثیق کے بعد عرض ہے کہ عباس بن یوسف مذکور (متوفی ۳۱۴ھ) کے بارے میں خطیب بغدادی اور ابن الجوزی نے کہا: ''وكان صالحًا متنسكًا '' اور وہ نیک، دیندار تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۲/۱۵۳، ۱۵۴ت ۶۶۲۳، المنتظم ۱۳/۲۵۷)

ان سے شاگردوں کی ایک جماعت نے حدیثیں بیان کی ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے بعد مشہور عالم پر اگر جرح نہ ہو تو اُس کی توثیق کی صراحت ضروری نہیں ہے بلکہ علم، فقاہت، نیکی اور دینداری کے ساتھ مشہور ہونے کا یہی مطلب ہے کہ ایسے شخص کی حدیث حسن کے درجے سے کبھی نہیں گرتی اور اس کا مقام کم از کم صدوق ضرور ہوتا ہے۔

حافظ ذہبی اور علامہ صفدی کی واضح توثیق کے بعد شیخ البانی کا عباس بن یوسف کی وجہ سے اپنے سلسلہ ضعیفہ (ح ۱۸۶۲) میں

أضواء المصابيح في تحقيق مشكوٰة المصابيح

KitaboSunnat.c

تالیف

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی رحمہ اللہ

WWW.IRCPK

ترجمہ، تخریج، تحقیق وفوائد

حافظ زبیر علی زئی

اسکین 5

صفحہ 45 حاشیہ جواب نمبر 1

الاستذكار

الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار وعلماء الأقطار فيما تضمنه "الموطأ" من معاني الرأي والآثار وشرح ذلك كله بالإيجاز والاختصار

ما على ظهر الأرض بعد كتاب الله أصح من كتاب مالك
"الإمام الشافعي"

تصنيف

ابن عبد البر

الإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله
ابن محمد بن عبد البر النمري الأندلسي

٣٦٨هـ ٤٦٣هـ

لقد كان أبو عمر بن عبد البر من بحور العلم واشتهر فضله في الأقطار
"الحافظ الذهبي"

يُطبَعُ لأوَّلِ مرةٍ كاملاً في ثلاثين مجلداً
بالفهارس العلمية عن خمس نسخ خطية عزيزة

المجلد الأول

وَثَّقَ أصولَه وخرَّجَ نصوصَه ورقَّمها
وقنَّن مسائلَه وصنع فهارسَه

الدكتور عبد المعطي أمين قلعجي

دار الوعي
حلب - القـ

ار قتيبة للطباعة والنشر
دمشق - بيروت

١ - كتاب وقوت الصلاة - (١) باب وقوت الصلاة - ٨٥،

عائشة حين فَقَدوا الشمسَ وهم على غيرِ ماءٍ : فنَزَلَتْ آيةُ التيمم (١) ، ولم يَقُلْ فنزلَتْ آيةُ الوضوء .

٧ - وآيةُ الوضوء وإن كانت مدَنية فإنما كان سبب نزولها التيمم .

٧١ - وسنوضح هذا المعنى في موضعه في هذا الكتاب ، إن شاءَ الله .

٧٢ - ويدلُّ على صِحَّةِ قولِ من قال : فنَزَلَتْ آيةُ التيمم ، ولم يقل نزلت آي الوضوء فراراً من أن تكونَ صلاته عليه السلام بغير وضوء مع حديث زيد بو حارثة .

٧٣ - وهو معنى قول ابن إسحق مع ما ثبت عنه - عليه السلام - من نَقْل الآحاد العدولِ في ذلك - قوله : « لا يَقْبَلِ اللهُ صَلاةً بغيرِ طهور ، ولا صدقةً من غلولٍ » (٢) .

٧٤ - حدثنا أبو زكريا يحيى بن محمد بن يوسف ، قال : حدثنا أبو يعقوب يوسف بن أحمد بن يوسف بمكة ، قال : حدثنا أبو ذر محمد بن إبراهيم الترمذي . قال : حدثنا أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة الترمذي ، قال : حدثنا قُتيبة ابن سعيد ، قال حدثنا أبو عوانة ، عن سِماك بن حرب ، عن مُصعب بن سعد ،

---

(١) أنزل الله في التيمم الآية ٤٣ من سورة النساء ، والآية ٦ من سورة المائدة ، والمرجح أن المراد هنا آية المائدة ، لما ظهر للبخاري من أنها المرادة بغير تردد ، لرواية عمرو بن الحارث ، إذ صرح فيها بقوله : فنزلت : ﴿ يا أيها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلاة ﴾ ، الآية : انظر تنوير الحوالك (١ : ٧٥) .

(٢) رواه مسلم في كتاب « الطهارة » ح (٥٢٤) من طبعتنا ص (٢ : ٨) باب « وجوب الطهارة للصلاة » ، وصفحة (١ : ٢٠٤) من طبعة عبد الباقي ، وأخرجه الترمذي في الطهارة ح (١) ، باب « ما جاء لا تقبل صلاة بغير طهور » ، ص (١ : ٥) وابن ماجه في الطهارة ح (١ : ٢٧٢) باب « لا يقبل الله صلاة بغير طهور » ، ص (١ : ١٠٠) ، والبيهقي في سننه الكبرى (٢ : ٢٥٥) ومعرفة السنن والآثار (٢ : ٤١٧٧) .

١٨٦ - الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار / ج ١

عن عبد الله بن عمر ، عن النبي عليه السلام ، قال : « لا يَقْبَلُ اللهُ صَلاةً بغير طهور ، ولا صَدَقَةً من غُلول » (١) .

اسکین 6

صفحہ 45 حاشیہ جواب 1

صاحب نے بھی یہی وضاحت کی ہے کہ ''فوق السرة'' یعنی ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے سے مر
پر ہاتھ باندھنا ہے چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''یہ اختلاف باعتبار اولی اور غیر اولی ہونے کے ہے۔ بعض صحابہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے تھے، یعنی سینہ پر جیسا کہ اور احادیث میں لفظ صدر مصرح واقع ہوا ہے اور بعض صحابہ زیر ناف ہاتھ باندھا کرتے تھے۔ سو جو طریق جن کے مشائخ کا ہو وہ اس کو اختیار کرے۔[تقریر ترمذی: ص ۷۰]

خلاصہ یہ کہ اس روایت میں علی رضی اللہ عنہ سے فوق السرة یعنی سینے پر ہاتھ باندھنے کی بات منقول
اس روایت کی سند صحیح ہے تفصیل ملاحظہ ہو:

جریر الضبی:

امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۵۴) نے انہیں ثقات میں ذکر کرتے ہوئے کہا:

''جرير الضبي يروي عن علي روى عنه ابنه غزوان بن جرير''

''جریر الضبی، یہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کے بیٹے غزوان نے روایت کیا ہے۔'' [الثقات لابن حبان ط العثمانية: ٤/١٠٨]۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۵۸) نے ان کی سند کے بارے میں کہا:

''هذا إسناد حسن''

''یہ سند حسن ہے۔'' [السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٢/٤٦]۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲) نے ان کی سند کے بارے میں کہا:

''وهو إسناد حسن''

''یہ سند حسن ہے۔'' [تغليق التعليق لابن حجر: ٢/٤٤٣]۔

اور کسی راوی کی سند کی تصحیح یا تحسین اس سند کے راویوں کی توثیق ہوتی ہے جیسا کہ کئی محدثی
صراحت کی ہے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

☆ امام ابن القطان رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۲۸) نے کہا:

''وفي تصحيح الترمذي إياه توثيقها وتوثيق سعد بن إسحاق، ولا يضر الثقة

نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا، دلائل اور شبہات

w.KitaboSunnat.c

انوار البدر في وضع اليدين على الصدر

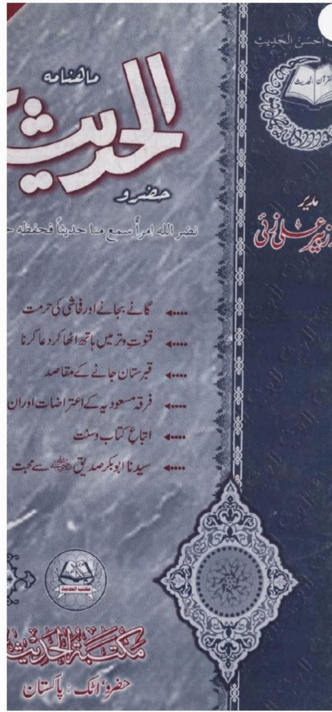
مقدمه
ارشاد الحق اثری حفظه الله

تالیف
ابو الفوزان کفایت اللہ

ناشر اسلامک انفارمیشن سینٹر، ممبئی
Islamic Information Centre

اسکین 7

صفحہ 45 حاشیہ جواب 1



الحدیث: 14 | 32 | آپ کے نام

تاج الدین عبدالوهاب بن علی السبکی (متوفی ۷۷۱ھ) کہتے ہیں:

" والجرح مقدم إن كان عدد الجارح أكثر من المعدل إجماعاً، وكذا إن تساويا أو كان الجارح أقل ، وقال ابن شعبان : يطلب الترجيح "

اگر معدلین (توثیق کرنے والوں) کے مقابلے میں جارحین کی تعداد زیادہ ہو تو بالا جماع جرح مقدم ہو جاتی ہے، اور اگر برابر ہوں تو بھی جرح مقدم ہو جاتی ہے، یا اگر جارح کم ہوں تو (سبکی کے نزدیک جرح مقدم ہے) اور ابن شعبان نے کہا: ترجیح دیکھی جائے گی یعنی دوسرے دلائل سے ترجیح دیں گے۔ (قاعدہ فی الجرح والتعدیل ص ۵۰، ۵۱ واللفظ لہ ، جمع الجوامع ۲/۱۷۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس پر اجماع ہے کہ جارحین (یعنی ماہر اہلِ فن ثقہ محدثین) کی اکثریت کی حالت میں جرح مقدم ہوتی ہے۔ رہا مسئلہ جرح میں برابری یا جارحین کی قلت کا تو اس صورت میں راقم الحروف کے نزدیک تحقیق درج ذیل ہے: (۱) جارحین ومعدلین دونوں برابر برابر ہوں، ایسی کوئی مثال میرے علم میں نہیں ہے (۲) جارحین کی قلت کی صورت میں معدلین کی تعدیل مقدم ہوگی۔

محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ: "جب کسی راوی میں توثیق اور تضعیف جمع ہو جائیں تو محدثین کے نزدیک اکثر کے قول کا اعتبار ہے اور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جب کسی راوی میں جرح وتعدیل جمع ہو جائیں تو جرح مبہم کے مقابلہ میں تعدیل کو ترجیح ہوگی اگرچہ جارحین کا عدد معدلین کے عدد سے زیادہ ہو اور احتیاط بھی قبول ہی کرنے میں ہے..." (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۹) اس میں (دیوبندی) فقہاء کے مقابلے میں محدثین کا قول ہی راجح ہے۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ: "بایں ہمہ ہم نے توثیق وتضعیف میں جمہور ائمہ جرح وتعدیل اور اکثر ائمہ حدیث کا ساتھ اور دامن نہیں چھوڑا" (احسن الکلام ج ۱ ص ۴۰)

تنبیہ: محدث اگر کسی روایت کی تصحیح یا تحسین کرے (یعنی صحیح یا حسن کہے) تو یہ اس محدث کے نزدیک اس روایت کے راویوں کی توثیق ہوتی ہے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ: "وصحح حديثه ابن المنذر وابن حزم وغيرهما فذلك توثيق له والله أعلم" اس کی حدیث کو ابن المنذر اور ابن حزم نے صحیح کہا اور یہ اس (راوی) کی توثیق ہے واللہ اعلم (میزان الاعتدال ۴/ ۵۵۸ ت ۱۰۴۷۸)

ابن القطان الفاسی نے کہا: "وفي تصحيح الترمذي إياه توثيق لزينب وسعد بن إسحاق" اور ترمذی کے اس حدیث کو صحیح کہنے میں زینب اور سعد بن اسحاق کی توثیق ہے۔ (بیان الوہم والایہام الواقعین فی کتاب الاحکام ۵/ ۳۹۵ ح ۲۵۶۲ ، نصب الرایۃ ۳/ ۲۶۳) یہی موقف صاحب الامام (نصب الرایۃ ۱/ ۱۴۹) اور شیخ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کا ہے (السلسلۃ الصحیحۃ ۶/ ۲۶۰ ح ۲۷۸۳، ۷/ ۱۶ ح ۳۰۰۷) نیز دیکھئے الاقتراح لابن دقیق العید (ص ۳۲۵۔ ۳۲۸) توجیہ القاری للشیخ ثناء اللہ الزاہدی (ص ۶۳)

تنبیہ: ان جوابات میں بعض مقامات پر ضروری اصلاح اور اضافہ بھی کیا گیا ہے تاکہ قارئین کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ معلومات پیش کردی جائیں۔ والحمدللہ

وما علينا إلا البلاغ

اسکین 8

صفحہ 46 حاشیہ جواب 3

التراث العربي
سلسلة تصدرها وزارة الإعلام في الكويت
-١٦-

تاج العروس
من جواهر القاموس

للسيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

الجزء الثامن والعشرون

تحقيق
الدكتور محمود محمد الطناحي
راجعه
عبدالسلام محمد هارون
ولجنة فنية من وزارة الإعلام

١٤١٣هـ = ١٩٩٣م

وناقَةٌ مُداخَلَةُ(١) الخَلْقِ: إذا
حكَتْ واكْتَنَزَتْ واشتَدَّ أسْرُها.

وقولُ ابنِ الرِّقاع:

ـى بـه أذْبـارَهُـنَّ غُـلامُـنـا
لـمّا اشْتَتَبَّ به ولم يَسْتَدْخِلِ(٢)

يقول: لم يَدخُلِ الخَمَرَ فيَخْتِلِ
يدَ، ولكنه جاهَرها.

والدُّخْلُلُون(٣): الأَخِلاءُ والأَصْفِياءُ،
قولُ امرئ القَيس:

ضَيَّعَهُ الدُّخْلُلُونَ إذ غَدَرُوا(٤) *

مم الخاصَّةُ هنا، وأيضًا: الحُشْوَةُ
ن يدخُلون في قَومٍ وليسوا
ـم، فهو من الأضداد، قاله
مرئٌ.

دَخَّلَ التَّمرَ تَدْخِيلًا: جَعَله في
خلَّة.

تَداخَلَني منه شيءٌ.

في اللسان: «متداخلة».
اللسان، وروايته: «يتدَخَّلِ».
ضبط الزبيدي مفرده في تكملة القاموس تنظيرًا
كقُنْفُذٍ وهما لغتان.
ديوانه ١٣٢، واللسان، وأضداد ابن الأنباري
٢٣٥، وصدر البيت:
بني عَوْفٍ ابتَنَوْا حَسَبًا *

وذاتُ الدُّخُولِ، كصَبُورٍ: هَضْبةٌ في
دِيار سُلَيم.

ومَحلَّةُ الداخِلِ بالغَرْبِيَّة مِن مِصْرَ،
وقد ذُكِرت في «ح ل ل».

والمَدْخُولُ: الدَّخْل.

والمُداخِلُ: هو الدُّخْلَلُ في الأُمور.

والدَّخَّالُ، كشَدّادٍ: الكثيرُ الدُّخُولِ.

والداخِلُ: لَقَبُ عبد الرحمٰن بن
مُعاوِيةَ بن هِشام، لأنه دخَل الأندَلُسَ،
وتملَّك ولدُه بها.

وأبو يعقوب يوسفُ بن أحمد بن
الدَّخِيلِ، كأَمِيرٍ، مُحدِّثٌ.

ودَخِيلُ بنُ إياس بن نُوح بن مُجّاعَةَ
ابن مُرارَةَ الحَنَفِيّ، مِن أتباع التابِعين، ثِقَةٌ
مِن أهلِ اليَمامَةِ.

ودَخِيلُ بن أبي الخَليل صالحِ بن أبي
مريم، يَروِي عن يَحيى بنِ مَعِين، ويقال
فيه: دُخَيْلٌ كزُبَيرٍ، كما في العُباب.

قلت: وهو تابِعِيٌّ ضُبَعِيٌّ من أهل
البَصرة، روى عن أبي هُرَيرة، وعنه مَطَرٌ
الوَرّاقُ، ذكره ابن حِبّان. ففي كَلامِ
الصاغانيّ نَظَرٌ ظاهِرٌ.

حافظ ذہبی نے انھیں حفاظِ حدیث میں ذکر کیا اور فرمایا: ''الحافظ الإمام ... محدث بغداد'' (تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۳۹ ت ۶۶۲)

حافظ ذہبی نے امام ابوالعباس الابار کی بیان کردہ ایک حدیث کو صحیح مسلم کی شرط پر صحیح کہا۔ دیکھئے یہی مضمون (فقرہ: ۳)

۷: حافظ ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ (ف ۴۳۰ھ) نے اپنی مشہور کتاب المستخرج علیٰ صحیح مسلم میں احمد بن علی الابار سے روایت لی۔ (ج ۲ ص ۳۳۲ ح ۱۸۹۴)

اور ان پر کوئی جرح نہیں کی، لہٰذا وہ امام ابونعیم کے نزدیک ثقہ وصحیح الحدیث راوی ہیں۔

۸: محدث ابن ناصر الدین الدمشقی رحمہ اللہ (ف ۸۴۲ھ) نے فرمایا:

''... محدث بغداد و هو أحد الزهاد ... و كان حافظًا متقنًا من الثقات وله التاريخ وغيره من المصنفات'' بغداد کے محدث اور نیک لوگوں میں سے ایک ...اور آپ حافظ متقن، ثقہ راویوں میں سے تھے اور آپ کی کتابوں میں سے تاریخ وغیرہ ہیں۔

(التبیان لبدیعۃ البیان ۲/ ۸۴۲ ت ۶۵۰)

۹: حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ (ف ۷۴۴ھ) نے فرمایا:

''الإمام الحافظ ، محدّث بغداد'' (طبقات علماء الحدیث ۲/ ۳۴۵ ت ۶۳۰)

اور خطیب بغدادی سے امام ابار کی توثیق نقل کی۔ رحمہم اللہ

۱۰: صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی (ف ۷۶۴ھ) نے لکھا: '' الحافظ الأبار''

اور خطیب بغدادی سے بغیر کسی رد کے، احمد بن علی الابار کی توثیق نقل کی۔

(دیکھئے کتاب الوافی بالوفیات ۷/ ۱۴۱ ت ۸۱۹)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں، مثلاً دیکھئے المستخرج علی المستدرک للحافظ أبي الفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی رحمہ اللہ (ف ۸۰۶ھ) ج ۱ ص ۸ (بحوالہ المکتبۃ الشاملۃ) فوائد الحنائی (۱/ ۴۱۲ ح ۶۱ [۶۴]) وغیرہما، نیز جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی (ف ۹۱۱ھ) نے ابار کے بارے میں ''الحافظ الإمام'' لکھا اور خطیب بغدادی

سے ان کی توثیق نقل کی۔ (دیکھئے طبقات الحفاظ ص ۲۸۴ ت ۶۳۸)

تحقیقی، اصلاحی اور علمی

مقالات ۶

تالیف

حافظ زبیر علی زئی

الکتاب انٹرنیشنل

جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

قاضی ابوالقاسم احمد ابن بقی البقوی القرطبی رحمہ اللہ

قاضی ابوالقاسم احمد ابن بقی البقوی القرطبی رحمہ اللہ (م ۶۲۵ھ) کا مختصر و جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوالقاسم احمد بن یزید بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن احمد بن مخلد بن عبد الرحمٰن بن احمد بن بقی بن مخلد الاموی البقوی القرطبی المخلدی رحمہ اللہ

ولادت: ۱۲/ ذوالقعدہ ۵۳۷ھ

اساتذہ: ابوالحسن عبدالرحمٰن بن احمد ابی القاسم بن محمد، محمد بن عبدالحق الخزرجی، خلف بن بشکوال، ابوزید السہیلی صاحب الروض الانف، ابوالحسن شریح بن محمد المقرئ اور عبدالملک بن مسرہ وغیرہم۔ رحمہم اللہ

تلامذہ: محمد بن عیاش الخزرجی، ابوالقاسم ابن الایسر الجذامی، ابوالحکم مالک بن المرحل الادیب اور ابومحمد عبداللہ بن محمد بن ہارون وغیرہم۔ رحمہم اللہ

فضائل:

۵: ابن الابار (م ۶۵۸ھ) نے کہا: ''وكان من رجالات الأندلس جلالاً وكمالاً'' اور وہ اندلس کے جلیل اور کامل مردوں میں سے تھے۔

اور کہا: ''فحمدت سيرته ولم تزده الرفعة إلا تواضعًا.''

پس ان کی سیرت محمود (اچھی) تھی اور عظمتِ شان کی وجہ سے آپ کے تواضع میں اضافہ ہی ہوا۔ (التکملہ لکتاب الصلۃ مع الصلہ ۳/۸۴ ت ۲۹۱)

۲: حافظ ذہبی نے فرمایا: ''الإمام العلامة المحدّث المسند قاضي الجماعة.'' (سیر اعلام النبلاء ۲۲/۲۷۴)

اور فرمایا: ''وكان ظاهري المذهب'' اور وہ ظاہری مذہب والے تھے۔ (العبر ۳/۱۹۶)

تحقیقی، اصلاحی اور علمی

مقالات

boSunnat.com

تالیف

حافظ زبیر علی زئی

الکتاب انٹرنیشنل

جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

۱: حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رحمہ اللہ (م ۶۵۶ھ) نے فرمایا: "القاضي الأجل المحدّث المسند قاضي الجماعة: ..." (التکملۃ لوفیات النقلۃ ۳/۲۲۸ ت ۲۲۰۸)

۳: ابن مسدی نے کہا: ہمارے شیخ مراکش اور اندلس میں چوٹی کے مقام پر تھے... وہ اجماع اور اختلاف کو جاننے والے، ترجیح اور انصاف کی طرف مائل تھے۔

(تاریخ الاسلام للذہبی ۴۵/۲۲۱، سیر اعلام النبلاء ۲۲/۲۷۰۔۲۷۶)

۴: مفسر ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسی رحمہ اللہ (م ۷۴۵ھ) نے فرمایا:

''وكان فقيهًا عالمًا على مذهب أهل الحديث....'' اور وہ اہل حدیث کے مذہب پر فقیہ عالم تھے۔ (تفسیر البحر المحیط ۴/۱۷، المائدہ: ۹۱، معجم شیوخ السبکی ص ۶۰۱)

اس سے ثابت ہوا کہ حافظ ذہبی کا انھیں ''المالکی'' لکھنا غلط ہے اور خود حافظ ذہبی نے لکھا ہے: ''وقد كان رحمه اللّٰه يغلب عليه الميل إلى مذهب أهل الأثر والظاهر في أموره وأحكامه'' اور آپ رحمہ اللہ پر (تمام) امور واحکام میں اہلِ اثر اور اہلِ ظاہر کے مذہب کی طرف جھکاؤ غالب تھا۔ (النبلاء ۲۲/۲۷۶)

حافظ ذہبی نے مزید لکھا ہے:

''وكان أبو القاسم يغلب عليه النزوع إلى مذهب أهل الحديث والظاهر في أحكامه وأموره.'' اور ابوالقاسم پر اپنے احکام (فیصلوں) اور امور میں اہلِ حدیث و اہلِ ظاہر کی طرف رجحان ومیلان غالب تھا۔ (تاریخ الاسلام ۴۵/۲۲۲)

ان عبارات میں اہلِ حدیث، اہلِ ظاہر اُن لوگوں کو کہا گیا ہے جو کسی کی تقلید نہیں کرتے بلکہ حدیث اور آثار کو ترجیح دیتے ہیں۔

اہلِ ظاہر کا مشہور مسئلہ ہے کہ تقلید جائز نہیں، جیسا کہ حافظ ابن حزم الاندلسی الظاہری نے لکھا ہے: ''والتقليد حرام'' اور تقلید حرام ہے۔

(النبذۃ الکافیہ فی احکام اصول الدین ص ۷۰، تحقیقی مقالات ۳/۴۰)

یعقوب بن یوسف بن عبدالمؤمن الظاہری (م ۵۹۵ھ) نے علماء کو حکم دیا کہ وہ



اسکین 9

حاشیہ صفحہ 46



بشكوال أنبأنا عبد الله بن أحمد بن سعيد بن يربوع مناولة عن أبي علي الحسين بن محمد الجياني) أيضا عن أبي القاسم حاتم بن محمد التميمي أنبأنا أحمد بن عباس بن أصبغ أنبأنا أبو يعقوب يوسف بن أحمد بن يوسف الصيدلاني أنبأنا أبو ذر محمد بن أحمد إبراهيم بن محمد الترمذي أنبأنا أبو عيسى الترمذي به"①

یہ سند بھی بالکل صحیح ہے، اس کے سارے رجال ثقہ وصدوق اور قابلِ اعت... ...ں۔ ذیل میں ان کی تفصیل ملاحظہ ہو:

❁ ابو ذر محمد بن احمد ابراہیم بن محمد الترمذی:

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۶۳) نے ان کی سند سے ایک روایت نقل... ...کر کے کہا ہے:

"ما ثبت عنه -عليه السلام- من نقل الآحاد العدول في ذلك، قوله"②

"اللہ کے نبی علیہ السلام سے آپ کا یہ قول عادل راویوں کی روایت سے ثابت ہے۔"

❁ ماقبل میں ابو حامد التاجر کی توثیق میں امام احمد بن ابراہیم بن الزبیر الغرناطی رحمہ اللہ کا جو کلام پیش کیا گیا ہے، اس میں ابو ذر محمد بن احمد ابراہیم بن محمد الترمذی ک... توثیق بھی موجود ہے۔

❁ ابو یعقوب یوسف بن احمد بن یوسف الصید لانی:

یہ بھی ثقہ ہیں۔ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۶۳) نے مذکورہ بالا حوا...

① تجريد أسانيد الكتب المشهورة لابن حجر (ص: ۱۵۹)
② الاستذكار لابن عبدالبر (۱/ ۲۱)

أنوار البدر في وضع اليدين على الصدر

نماز میں

سینے پر ہاتھ باندھیں

تالیف، فضیلۃ الشیخ ابوفوزان کفایت اللہ سنابلی حفظہ اللہ



تقریظات علمائے پاک وہند

مکتبہ بیت السلام

لاہور / ریاض

میں جس سند کے راویوں کی توثیق کی ہے، اس میں یہ بھی موجود ہیں۔[1]

یہ امام عقیلی کی کتاب "الضعفاء" کے راوی ہیں۔[2]

امام ذہبی نے اُن کے بارے میں ایک مقام پر کہا ہے:

"ومحدث مكة أبو يعقوب يوسف بن أحمد بن الدخيل"[3]

''مکہ کے محدث ابویعقوب یوسف بن احمد بن الدخیل۔''

❁ احمد بن عباس بن اصبغ (المتوفی بعد ۴۱۹):

ان کے ہم عصر اور ہم سبق امام ابوبکر الحسن بن محمد القبشی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲-۳ نے کہا ہے:

"كانت له عنايةٌ بالعلم. سمع معنا على جماعة من شيوخنا"[4]

''علم کے ساتھ ان کا گہرا رشتہ تھا، ہمارے ساتھ انھوں نے ہمارے شیوخ کی ایک جماعت سے سنا ہے۔''

❁ امام ابوالقاسم ابن بشکوال رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۷۸) نے کہا:

"واستوطن مكة المكرمة وصار من جلة شيوخها"[5]

''انھوں نے مکہ مکرمہ میں رہایش اختیار کی اور وہاں کے جلیل القدر مشائخ میں ہوگئے۔''

کسی کتاب کے راوی کے لیے اتنی تعدیل ہی بہت کافی ہے۔ حافظ زبیر علی زئی

---

① دیکھیں: الاستذكار لابن عبدالبر (۱/ ۲۱)

② تاريخ الإسلام ت بشار (۸/ ٦٤٣)

③ سير أعلام النبلاء للذهبي (۱۷/ ۲۷)

④ الصلة في تاريخ أئمة الأندلس لابن بشكوال (ص: ٤٢) نقلًا من كتابه الاحتفال تاريخ أعلام الرجال.

⑤ الصلة في تاريخ أئمة الأندلس لابن بشكوال (ص: ٤٢)

اسکین 10

صفحہ 47 حاشیہ جواب 5

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

(۱) مرسل ہے۔

(۲) ابو ہمام (راوی) کا تعین نامعلوم ہے۔ شعب الایمان (طبع جدید) کے محقق مختار احمد ندوی نے ابو ہمام کو ابو ہشام (محمد بن نصر بن سعید الکرمانی) قرار دے کر کہا: مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔ (ج ۱۲ ص ۵۷ ح ۹۰۱۸)

امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجری (متوفی ۳۶۰ھ) نے کہا: "حدثنا أبو الفضل العباس ابن يوسف الشكلي قال: حدثنا أحمد بن سفيان المصري قال: حدثنا يحي ابن عبدالله بن بكير المخزومي قال: حدثنا الليث بن سعد قال: حدثني هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ:

((من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام .))"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی بدعتی کی عزت کی تو اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔ (کتاب الشریعۃ طبع جدید ص ۹۶۲ ح ۲۰۴۰)

اس حدیث کے راویوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

(۱) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

(۲) عروہ بن الزبیر: ثقة فقيه مشهور . (تقریب التہذیب: ۴۵۶۱)

(۳) ہشام بن عروہ: ثقة إمام في الحديث . (کتاب الجرح والتعدیل ۹/۶۴)

وهو بريٌ من التدليس .

(۴) لیث بن سعد: ثقة ثبت فقيه إمام مشهور. (تقریب التہذیب: ۵۶۸۴)

یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر: ثقة في الليث إلخ . (تقریب التہذیب: ۷۵۸۰)

(۶) احمد بن سفیان النسائی: صدوق مصنف . (تقریب التہذیب: ۴۳)

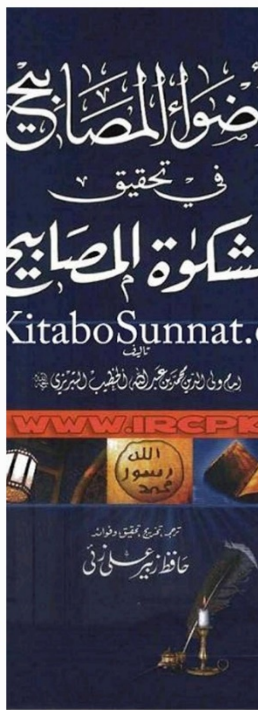
(۷) عباس بن یوسف الشکلی: مقبول الرواية . [اس کی روایت مقبول ہے]

(تاریخ الاسلام للذہبی ۲۳/۴۷۹، الوافی بالوفیات ۱۶/۳۷۳)

ذہبی اور صفدی کی توثیق کے بعد عرض ہے کہ عباس بن یوسف مذکور (متوفی ۳۱۴ھ) کے بارے میں خطیب بغدادی اور ابن الجوزی نے کہا: "وكان صالحًا متنسكًا" اور وہ نیک ، دیندار تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۲/۱۵۳، ۱۵۴ ت ۶۶۲۳، المنتظم ۱۳/۲۵۷)

ان سے شاگردوں کی ایک جماعت نے حدیثیں بیان کی ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے بعد مشہور عالم پر اگر جرح نہ ہو تو اُس کی توثیق کی صراحت ضروری نہیں ہے بلکہ علم ، فقاہت ، نیکی اور دینداری کے ساتھ مشہور ہونے کا یہی مطلب ہے کہ ایسے شخص کی حدیث حسن کے درجے سے کبھی نہیں گرتی اور اس کا مقام کم از کم صدوق ضرور ہوتا ہے۔

حافظ ذہبی اور علامہ صفدی کی واضح توثیق کے بعد شیخ البانی کا عباس بن یوسف کی وجہ سے اپنے سلسلہ ضعیفہ (ح ۱۸۶۲) میں



اسکین 11

صفحہ 60 حاشیہ 100

الكِفايَةُ فِي مَعْرِفَةِ أُصُولِ عِلْمِ الرِّوايَةِ

تأليف
الإمام الحافظ المحدث
أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت
المعروف بالخطيب البغدادي
المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

تحقيق وتعليق
أبي إسحاق
إبراهيم بن مصطفى آل بحيح الدمياطي

الناشر
دار الهدى
ميت غمر
ت: ٠٥٠٦٩١٥٨٥٧

ونحن حلالان، فوجب تقديم خبرها على خبر ابن عباس: أن رسو
تزوجها وهو محرم، لأنها أعرف بالقصة.

ويرجح بأن يوافق مسند المحدث مرسل غيره من الثقات، فيجب
اجتمع فيه الاتصال والإرسال، على ما انفرد عن ذلك.

ويرجح بأن يطابق أحد المتعارضين عمل الأمة بموجبه، لجواز
عملت بذلك لأجله ولم تعمل بموجب الآخر لعلة فيه.

ويرجح بكثرة الرواة لأحد الخبرين، لأن الغلط عنهم والسهو أبعد
الأقل أقرب، ويرجح بأن يكون رواته فقهاء، لأن عناية الفقيه
بالأحكام، أشد من عناية غيره بذلك.

١٣٢٠ ـ أخبرني أبو بكر أحمد بن محمد بن عبد الواحد ا
محمد بن عبدالله بن محمد الحافظ بنيسابور ثنا أبو الطيب محمد
المذكر ثنا إبراهيم بن محمد المروزي ثنا علي بن خشرم قال: قال لنا و
الإسنادين أحب إليكم: الأعمش عن أبي وائل [1] عن عبد الله أو س
منصور عن إبراهيم عن علقمة عن عبدالله؟!

فقلنا: الأعمش عن أبي وائل، فقال: يا سبحان الله، الأعمش
شيخ، وسفيان فقيه، ومنصور فقيه، وإبراهيم فقيه، وعلقمة فقيه

(١٣٢٠) صحيح: وإسناد المؤلف ضعيف. فيه أبو الطيب محمد بن أحمد المكر ذ
في «التدوين» (١/ ١٩٧)، ولم يذكر فيه جرحًا ولا تعديلاً.
والخبر أخرجه الحاكم من طريقه في «المعرفة» (ص ١١)، ويشهد له ما أخر
في «المدخل» (١/ ٩٥)، والذهبي في «السير» (٩ / ١٥٨) من طريق أحـ
عن عبد الله بن هاشم به.
ويشهد لقوله: «وحديث تداوله الفقهاء .. إلخ» ما سيأتي بعده برقم
والله أعلم.

(١) في «ظ»: عن أبي إسحاق وئل.

الكِفَايَةُ فِي مَعْرِفَةِ أُصُولِ عِلْمِ الرِّوَايَةِ

تأليف
الإمام الحافظ المحدث
أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت
المعروف بالخطيب البغدادي
المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

تحقيق وتعليق
أبي إسحاق
إبراهيم بن مصطفى آل بحبح الدمياطي

الناشر
دار الهدى
ميت غمر
ت: ٠٥٠٦٩١٥٨٥٧

يتداوله[1] الفقهاء خير من أن يتداوله الشيوخ.

١٣٢١ ـ أخبرني علي بن أبي علي البصري ثنا محمد بن خلف بن مـ الخلال ثنا محمد بن هارون بن حميد ثنا إبراهيم بن سعيد قال سمعت وكـ يقول: حديث الفقهاء أحب إلي من حديث المشايخ.

ويرجح بأن يكون أحد الخبرين خارجا على وجه البيان للحكم والآخر لـ كذلك»، وهذا نحو قول النبيﷺ: «أيما إهاب دبغ، فقد طهر» ولم يفصل جلد ما يؤكل كل لحمه، وما لا يؤكل، فهو مقدم على ما روي عنه من نهيه جلود السباع أن تفترش، لأنه لم يقصد بذلك النهي بيان نجاستها، بل يجوز النهي[2] عن ذلك، لأن في افتراشها خيلاء وتشبها بملوك الأعاجم، وليس الخبر تصريح[3] بنجاستها، فوجب تقديم خبر الدباغ.

١٣٢٢ ـ أخبرنا أبو نعيم الحافظ ثنا أبو محمد عبدالله بن محمد بن جـ ابن حيان قال ثنا عبدالله بن محمد بن يعقوب ثنا أبو حاتم ـ يعني الراز حدثني يونس بن عبدالله الأعلى قال: قال لي محمد بن إدريس الشافعـ الأصل قرآن وسنة، فإن لم يكن؛ فقياس عليهما، وإذا اتصل الحديث

(١٣٢١) إسناده حسن: علي بن أبي علي البصري هو علي بن المحسن بن علي أبو القا التنوخي: وقد سبقت ترجمته في رقم (١٥٤)، والله أعلم.

(١٣٢٢) صحيح: أخرجه أبو نعيم في «الحلية» (٩/ ١٠٤) من طريق أبي محمد ابن حيان. وأخرجه ابن أبي حاتم في «آداب الشافعي ومناقبه» (ص٢٣١)، وابن عدي «الكامل» (١/ ١٢٥)، والبيهقي في «مناقب الشافعي» (٢/ ٣٠).
جميعًا من طريق يونس بن عبد الأعلى قال: قال لي الشافعي... وذكر نحوه.

(١) كذا في «ظ»، و«ب»، وفي «أ»: تتداوله.
(٢) في «ظ»، و«هـ»، و«ب»: بل يجوز أن يكون نهى عن.
(٣) كذا في «ظ»، و«ب»، و«هـ»، وفي «أ»: مسوغ.

اسکین 12

صفحہ 83 حاشیہ 101

اعتراض : رفع الیدین کے موضوع پر عبداللہ بن مبارک نے امام ابو حنیفہ کو لاجواب کر دیا۔

جواب : 1. یہ واقعہ مختلف کتب میں مختلف الفاظ کیساتھ درج ہے، جس نے بھی اس کو نقل کیا ہے روایت بالمعنی کیا ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے اعتبار سے نقل کیا ہے۔ اس واقعے کی صحیح ترین روایت صرف وہ ہے جس میں دو واسطے ہیں ابن قتیبہ سے منقول جس میں صرف یہ بات ہیکہ وکیع کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کہا اس شخص کا کیا حال ہے جو ہر اٹھک بیٹھک کے وقت رفع یدین کرتا ہے کیا وہ اڑنا چاہتا ہے؟ تو عبداللہ بن المبارک نے کہا کہ اگر وہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے اڑنا چاہتا ہے تو وہ دیگر مواقع رفع یدین میں بھی اڑنا چاہتا ہے

(تاویل مختلف الحدیث 1/106)۔

اس روایت میں نہ امام ابو حنیفہ کی خاموشی کا ذکر ہے نہ حیرانی کا ذکر ہے، نہ لاجواب ہونے کا ذکر ہے۔

2. امام ابو حنیفہؒ نے رفع یدین میں بے اعتدالی (ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین) کو دیکھ کر اس کو طیر سے تعبیر کیا تو یہ بھی ایک لحاظ سے حدیث کی ہی موافقت ہوئی ہے جیسا کہ حدیث میں رفع یدین میں بے اعتدالی کو " سرکش گھوڑوں کی دموں " سے تعبیر کیا گیا ہے (صحیح مسلم 968)۔

تاريخ مدينة السلام
وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء
من غير أهلها ووارديها
تأليف
الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت
الخطيب البغدادي
٣٩٢ - ٤٦٣ هـ
المجلد الخامس عشر
موسى - واصل
٦٩٣٣ - ٧٢٩٧

النعمان سوشل میڈیا سروسز

عبدالله: قال إسحاق: قال يحيى بن آدم: وذُكِرَ لأبي حنيفة قول من قال لا أدري نصف العلم. قال: فليقل مرّتين لا أدري حتى يستكمل العلم. قال يحيى: وتفسير قوله لا أدري نصفُ العلم، لأنَّ العلم إنما هو أدري ولا أدري، فأحدُهما نصفُ الآخر(1).

أخبرنا أبو القاسم إبراهيم بن محمد بن سُليمان المؤدِّب بأصبهان، قال: أخبرنا أبو بكر ابن المُقرئ، قال: حدثنا سلامة بن محمود القيسي بعَسْقلان، قال: حدثنا عِمْران بن موسى الطّائي، قال: حدثنا إبراهيم بن بشار الرَّمادي، قال: حدثنا سُفيان بن عُيينة، قال: ما رأيتُ أجرأ على الله من أبي حنيفة، كان يضربُ الأمثال لحديث رسول الله ﷺ، فيردُّه، بلغه أني أروي: «إنَّ البَيِّعَيْن بالخيار ما لم يتفرقا» فجعل يقول: أرأيتَ إنْ كانا في سفينة؟ أرأيتَ إن كانا في سجن؟ أرأيتَ إن كانا في سفر، كيف يفترقان(2)؟

أخبرنا ابن دُوما، قال: أخبرنا ابن سلم، قال: حدثنا الأبّار، قال: حدثنا أبو عمّار المَرْوَزي، قال: سمعتُ الفَضْل بن موسى السِّيناني يقول: سمعتُ أبا حنيفة يقول: من أصحابي من يبول قُلَّتَين، يرد على النبيِّ ﷺ «إذا كان الماء قُلَّتين لم ينجس»(3).

أخبرني الخلّال، قال: حدثنا عبدالله بن عُثمان الصَّفّار، قال: حدثنا محمد بن مَخْلَد، قال: حدثنا العباس بن محمد قال: حدثنا إبراهيم(4) بن شماس، قال: سمعتُ وكيعًا يقول: سأل ابن المُبارك أبا حنيفة عن رَفْع اليَدَين في الرُّكوع، فقال أبو حنيفة: يريدُ أن يطير؟ فيرفع يَدَيه، قال وكيع: وكان ابن المُبارك رجلاً عاقلاً، فقال ابن المُبارك: إن كان طارَ في الأولى فإنه يطيرُ في الثانية. فسكتَ أبو حنيفة ولم يقل شيئًا(5).

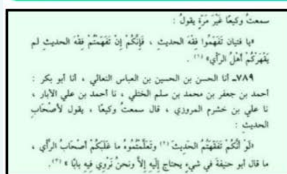
3. ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا تو غیر مقلد اہلحدیث بھی نہیں مانتے، کیا ہر تکبیر کے ساتھ خصوصا سجدوں کا رفع الیدین اہلحدیث کو قبول ہے؟ لہذا ابو حنیفہؒ پر اعتراض سے پہلے موجودہ غیر مقلد اپنے گریبان میں جھانکیں۔

4. عبداللہ بن مبارکؒ سے صحیح اسانید کے ساتھ امام ابو حنیفہ کی تعریف توثیق منقول ہے لہذا جو لوگ ابن مبارک کے ذریعے امام صاحب پر طنز کرنا چاہتے ہیں وہ ایک بار فضائل ابی حنیفہ لابن ابی العوام ص 75 پر روایت دیکھ لیں

اسکین 13

صفحہ 61 حاشیہ 101

امام وکیع رحمہ اللہ ایک دن حدیث کے طلبہ کو فرمانے لگے کہ اگر تم حدیث کی فقہ کو حاصل کرلو اور اس کو سیکھ لو تو فقہاء تم پر غالب نہیں آسکیں گے (اس زمانے میں محدثین اس بارے میں بہت کمی کا شکار تھے کئی احادیث زبانی یاد ہونے کے باوجود مسئلہ اخذ کرنے میں فقہاء سے پیچھے رہ جاتے تھے) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جس بھی ضروری مسئلے کے بارے میں کچھ کہا ہے ہم اس میں ایک پورا باب روایت کرتے ہیں۔



سمعتُ وكيعًا غيرَ مرّةٍ يقولُ :

«يا فتيان تَفَهَّمُوا فِقْهَ الحديثِ ، فإنَّكُمْ إنْ تَفَهَّمْتُمْ فِقْهَ الحديثِ لم يَقْهَرْكُمْ أهلُ الرَّأيِ» (١) .

٧٨٩ـ أنا الحسن بن الحسين بن العباس النعالي ، أنا أبو بكر : أحمد بن جعفر بن محمد بن سلم الختلي ، نا أحمد بن علي الأبار ، نا علي بن خشرم المروزي ، قال سمعتُ وكيعًا ، يقول لأصحابِ الحديث :

«لوْ أنَّكُمْ تفقهتُمْ الحديثَ (٢) وتعلَّمْتُمُوهُ ما غلبكُمْ أصحابُ الرَّأيِ ، ما قال أبو حنيفةَ في شيءٍ يحتاج إليهِ إلاَّ ونحنُ نَرْوِي فيهِ بابًا » (٣) .

● ولا بُدَّ للمتفقهِ من أستاذٍ يدرسُ عليه ، ويرجعُ في تفسيرِ ما أشكلَ إليهِ (١) ، ويتعرَّفُ / منه طُرُقَ الاجتهادِ ، وما يُفرِّقُ به بينَ الصِّحَّةِ والفَسادِ .

٧٩٠ـ وقدْ أنا أبو الفتح : عبد الكريم بن محمد بن أحمد بن القاسم المحاملي ، قال : نا عمر بن أحمد بن عثمان المروروذي ، نا الحسين بن أحمد بن صدقة ، نا أحمد بن أبي خيثمة ، أخبرني سليمان

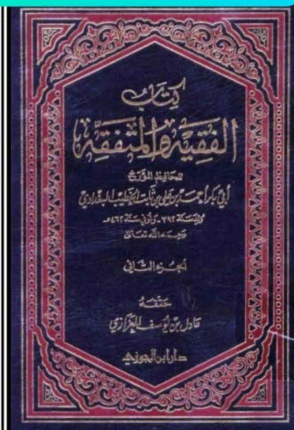
(١) رجاله ثقات :

(٣) رجاله ثقات :

(٤) في (ط) : عليه .

النعمان سوشل میڈیا سروسز

١٦٢



پہلی روایت میں وکیع رحمہ اللہ (حدیث کے طلباء کو) فرماتے ہیں اگر تم حدیث کی فقہ کو حاصل کرلو اور اس کو سیکھ لو تو فقہاء تم پر غالب نہیں آسکیں گیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام وکیع رحمہ اللہ امام اعظم کے شاگرد تھے اور فقہ حنفی پر عبور رکھتے تھے تبھی تو وہ امام صاحب کے مسائل کو بھی جانتے تھے اور ان کے دلائل میں احادیث کے پورے ابواب بھی روایت کرتے تھے۔